مجموعۂ نعت و مناقب

مطلعِ نور

سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی

مطلعِ نور

سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی

Matla-E-Noor

Sayyed Muhammad Noorul Hasan Noor
Nawwabi Azizi

۷۸۶/۹۲

مجموعۂ حمد ونعت ومناقب

مطلعِ نور

ایسا لگتا ہے کہ کونین سمٹ آئے ہیں
مطلعِ نور بھی اک بحرِ کرم ہے ان کا
(سید محمد نورالحسن نور)

سید محمد نورالحسن نورؔ نوابی عزیزی
آستانۂ عالیہ نوابیہ ابوالعلائیہ قاضی پور شریف

جملہ حقوق بحقِ شاعر وناشر محفوظ

نام کتاب	:	مطلع نور
نام شاعر	:	سید محمد نورالحسن نورؔ نوابی عزیزی
انتخاب	:	سید محمد مجیب الحسن نوابی
سرورق	:	آصف عزیزی نوابی
سائز	:	18x22/8 (ڈیمائی)
سن اشاعت	:	2018
کمپوزنگ	:	اسٹائل گرافکس، کانپور (یوپی) انڈیا 9455306981
تعداد	:	1000
ناشر	:	تنظیم نوابیہ عزیزیہ
مطبع	:	
قیمت	:	-/250 (ڈھائی سو روپئے)

ملنے کے پتے

ا۔آستانۂ عالیہ نوابیہ، قاضی پور شریف، ضلع فتح پور (ہسوہ) یو۔پی

شرفِ انتساب

آقائی ومولائی، روح روان سلسلۂ ابوالعلائیہ، نورعینین سیدہ، زبدۃ الاولیاء، سیدالاصفیاء، مخدوم الازکیاء، خلاصۃ العارفین، سراج السالکین، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، منبع فیوض نبوت وولایت حضرت صوفی

سید محمد عزیز الحسن شاہ صاحب

نوابی، لیاقتی، حسنی، عزیزی، جہانگیری، منعمی، ابوالعلائی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی مدظلہ العالی

صاحبِ سجادہ آستانۂ عالیہ نوابیہ قاضی پورشریف پوسٹ منڈوہ، تحصیل کھاگا ضلع فتحپور ہسوہ۔ یو۔ پی (انڈیا)

کے نام

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سگ بارگاہ نوابی

سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	قلم کار	صفحہ نمبر
۱۔	مطلع نورنعت نبی مرحبا	علامہ سید شاکرالقادری	8
۲۔	مطلع نور۔ معاصر نعتیہ اثاثے میں ایک خوشگوار اضافہ	ڈاکٹر ریاض مجید	11
۳۔	مضمون	علامہ خالدرومی	15
۴۔	قطعۂ تاریخ	محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی	17
۵۔	کلمات محسوسہ	سید اسداللہ قادری چشتی	18
۶۔	مضمون	ارسلان احمد ارسل	20
۷۔	احساساتِ دروں	محمد طفیل احمد مصباحی	22
۸۔	سیدنورالحسن نورفتحپوری کی نعتیہ شاعری	پروفیسر فاروق احمد صدیقی	25
۹۔	اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَهْلِهَا	مولانا احمد حبیب قادری	27
۱۰۔	اظہار مسرت	یاور وارثی عزیزی نوابی	29
۱۱۔	اعجاز نسبت	محترمہ شمائلہ صدف	31
۱۲۔	حرف شکر	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	33

حمد باری تعالیٰ

۱۔	علی الدوام وجود وقیام ہے اس کا	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	36
۲۔	ماورا فہم وتخیل سے ہے رتبہ تیرا	” ” ”	37

مناجات

۱۔	اک کرم اور کرم بانٹنے والے کردے	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	41

۲۔	مرے خدا مجھے وہ طرزِ خوشنوائی دے	,, ,, ,,	43

نعتیں

۱۔	حرم میں بارشِ انوار دیکھنے چلیئے	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	45
۲۔	اے کاش دیکھ لوں میں کبھی اس دیار کو	,, ,, ,,	46
۳۔	بولیں شجر نبی نبی، بولیں حجر نبی نبی	,, ,, ,,	49
۴۔	جب وہ محبوبِ خدا ابن کے پیمبر اترا	,, ,, ,,	51
۵۔	مری اس کیفیت پر میرے مرشد کی گواہی ہے	,, ,, ,,	53
۶۔	بستی بستی قریہ قریہ آنا جانا اچھا ہے	,, ,, ,,	55
۷۔	نہ دسترس میں سلیقہ نہ معنی و مفہوم	,, ,, ,,	57
۸۔	وہ دلکشی ملی نہ کہیں اور دہر میں	,, ,, ,,	59
۹۔	بصد تضرع، قدم قدم پر ادب کے سجدے لٹا رہے ہیں	,, ,, ,,	60
۱۰۔	فردوس کا نمونہ بہر اعتبار ہے	,, ,, ,,	61
۱۱۔	کہاں میرے نبی کا کوئی ہمسر کوئی ثانی ہے	,, ,, ,,	63
۱۲۔	تصدیق خود حضور نے کی ہے خدا کے بعد	,, ,, ,,	65
۱۳۔	کون جانے کیا ہے رتبہ سرورِ کونین کا	,, ,, ,,	66
۱۴۔	تجھ کو دلِ فسردہ جو تسکین چاہیے	,, ,, ,,	67
۱۵۔	عشق میرا شہِ طیبہ سے جو مربوط ہوا	,, ,, ,,	68
۱۶۔	ہر طرف سے یہی صدا آئے	,, ,, ,,	69
۱۷۔	رسول کون و مکاں ہے دل آئینے میں روشن جمال تیرا	,, ,, ,,	72
۱۸۔	مجھ کو بھی بلا لیجے سرکار مدینے میں	,, ,, ,,	73

۱۹۔	دل میں جو الفتِ محبوبِ احد رکھتے ہیں	,, ,, ,,	74
۲۰۔	بڑا کھٹکا لگا رہتا تھا دنیا میں قیامت کا	,, ,, ,,	76
۲۱۔	حمد و ثنا سے پہلے زباں پاک کیجیے	,, ,, ,,	78
۲۲۔	جلوۂ حق سے ہے پرنور تمہاری چوکھٹ	,, ,, ,,	80
۲۳۔	کتنا بلند پایہ ہے دربارِ مصطفٰے	,, ,, ,,	82
۲۴۔	عشقِ محبوبِ خدا جب دل میں پنہاں ہوگیا	,, ,, ,,	84
۲۵۔	نکلی نسیمِ صبح جو ان کے دیار سے	,, ,, ,,	86
۲۶۔	مجھ کو طیبہ میں بلاؤ تو مری بات بنے	,, ,, ,,	88
۲۷۔	جب گلشنِ حیات میں سرکار آگئے	,, ,, ,,	89
۲۸۔	حشر کی دھوپ سے بچنے کی یہ صورت ہوگی	,, ,, ,,	90
۲۹۔	دیوار بھی اچھی لگے، در اچھا لگے ہے	,, ,, ,,	91
۳۰۔	گلزار مدینہ سے جسے پیار نہیں ہے	,, ,, ,,	92
۳۱۔	کوئی یثرب کو مسیحا کہہ دیا تو ہوگیا	,, ,, ,,	93
۳۲۔	جس گھڑی جلوہ فگن شاہِ رسولاں ہوگا	,, ,, ,,	94
۳۳۔	ناز کعبہ ہیں فخرِ قبلہ ہیں	,, ,, ,,	96

مناقب

۱۔	قصرِ طاغوت میں اک زلزلہ آیا ہوگا	سید محمد نورالحسن نورنوابی عزیزی	99
۲۔	مولائے کائنات ہو مشکل کشا ہو تم	,, ,, ,,	101
۳۔	لب پر رہے یہی ہمہ دم یا علی مدد	,, ,, ,,	103
۴۔	جس کے سینے میں غمِ شاہِ شہیداں ہوگا	,, ,, ,,	105
۵۔	غمِ حسین میں دامن بھگائے جاتے ہیں	,, ,, ,,	107
۶۔	اس ادا سے تاجدار کربلا سجدے میں ہے	,, ,, ,,	109
۷۔	ملی جب سے غلامی حضرت شبیر کے در کی	,, ,, ,,	111

۸۔	حسین کہیۓ جنہیں مصطفیٰ کے سائے ہیں	,, ,, ,,	113
۹۔	زمانہ ہم سے نگاہیں ملا نہیں سکتا	,, ,, ,,	115
۱۰۔	غم حسین میں جو دن گزارتے ہوں گے	,, ,, ,,	117
۱۱۔	غلامی سید بغداد کی جس نے بھی پائی ہے	,, ,, ,,	118
۱۲۔	ہر مراد منہ مانگی بالیقیں وہ پائیں گے	,, ,, ,,	120
۱۳۔	معرفت کے باب کا عنوان ہیں نواب شاہ	,, ,, ,,	122
۱۴۔	نواب شاہ آپ کا اعلیٰ مقام ہے	,, ,, ,,	124
۱۵۔	تاجدار بزم عرفاں مرشدی نواب شاہ	,, ,, ,,	126
۱۶۔	تو قرار جانِ بتول ہے تری ذات جلوۂ حیدری	,, ,, ,,	128
۱۷۔	رہبر راہ ہدایت حضرت نواب شاہ	,, ,, ,,	130
۱۸۔	مظہر حسن یقیں ہیں سیدی نواب شاہ	,, ,, ,,	132
۱۹۔	جب رخ پاک سے پردہ وہ ہٹا دیتے ہیں	,, ,, ,,	134

نظمیں

۱۔	برکات رمضان	سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی	137
۲۔	دعائے باراں	,, ,, ,,	139

مطلعِ نورِ نعت نبی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مرحبا

سید شاکر القادری چشتی نظامی

ہندوستان کے ایک عظیم علمی اور روحانی خاندان کے چشم و چراغ سید محمد نور الحسن نور سے میرا تعارف اکادمی فروغ نعت پاکستان کے سوشل میڈیا گروپ "فروغ نعت" میں ہوا اور انہوں نے اپنی خوش فکری، خوش جمالی اور خوش مقالی جیسی خداداد صلاحیتوں سے بہت جلد مجھے اپنا گرویدہ بنالیا۔ ان کی علمی، ادبی اور فکری نشوونما اور تربیت کے تمام مراحل خانقاہی اور روحانی ماحول میں انجام پائے۔ اسی وجہ سے وہ اعلیٰ درجے کا ادبی اور شعری ذوق رکھتے ہیں۔ وہ اپنی خانقاہی اور خاندانی علمی ادبی روایات کے نہ صرف امین ہین بلکہ وہ اس کے فروغ کے لیے شب و روز کوشاں بھی ہیں۔ سید نور الحسن نور۔ حمد، نعت، منقبت اور غزل میں طبع آزمائی کرتے ہیں تاہم غالب رجحان نعت گوئی کی طرف ہے۔ دینی اور عصری علم کے امتزاج کے ساتھ ساتھ روحانی تربیت نے ان کی شخصیت کو انتہائی متوازن بنا دیا ہے۔ اور فکر و فن کا یہی توازن ان کی نعت گوئی کا طرۂ امتیاز ہے۔

عام طور پر نعت گو شعراء کو تین طبقات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو صرف حمد و نعت اور مناقب تک محدود رکھا۔ اس طبقہ کی تمام تر توجہ "موضوعاتِ نعت" اور شعر کے اندر موجود مواد پر مبذول رہی جس کے نتیجہ میں شعری جمالیات اور فنی نزاکتیں نظر انداز ہوئیں۔

دوسرا طبقہ ان شعرا کا ہے جو غزل سے نعت کی جانب مائل ہوئے اور دیگر اصناف سخن کے ساتھ نعت میں بھی طبع آزمائی کی شعراء کے اس گروہ نے نعت گوئی کے

فن میں "موضوعاتِ نعت" پر توجہ دینے کی بجائے تخلیقی، فنی، شعری اور جمالیاتی سطح پر رعنائیاں پیدا کرنے کی کوشش کیں۔ نتیجہ کے طور پر ان کی نعت میں موضوعات محدود ہو گئے اور وہ صرف عقیدت و محبت کا مرقع بن کر رہ گئی۔

ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس نے شعر کے مواد (Contents) پر بھی توجہ دی اور اس کے جمالیاتی پہلوؤں کو بھی نظر انداز نہیں ہونے دیا۔ اور میرے نزدیک یہی وہ طبقہ ہے جو راست رو ہے کیونکہ نعت رسول مقبول کا تقاضا یہی ہے کہ اس کیلئے موضوعاتی سطح پر قرآن و سنت اور سیرت طیبہ کا بغور مطالعہ بھی کیا جائے اور اس مطالعہ کی روشنی میں نعت کے موضوعات کو شعر کرتے وقت فن شعر کی جمالیاتی قدروں کو بھی بروئے کار لایا جائے تا کہ محبوب کائنات کے حضور پیش کیا جانے والا گلدستۂ عقیدت ہر اعتبار سے تر و تازہ اور اپنے اندر رنگوں، لطافتوں اور خوش بوؤں کی ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہو۔

سید محمد نور الحسن نور کے روحانی خانوادے میں قادری، سہروردی، نقش بندی اور چشتی چاروں نسبتیں موجود ہیں تاہم ان کے مزاج میں چشتیانہ ذوق و شوق کا غلبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت گوئی میں نہ صرف موضوعات سیرت کی بہتات ہے بلکہ فنی اور جمالیاتی راعنائیاں اپنے قاری کا من موہ لیتی ہیں وہ ایک ایسے عاشق رسول ہیں جو بارگاہِ رسالت کے آداب کے تمام تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں اور اپنے احساسات کو شعری پیکر میں ڈھالنے کا ہنر بھی جانتے ہیں۔ چشتیانہ ذوق و سرمستی ان کے اشعار کو ایک والہانہ پن عطا کرتے ہیں اور گداز کی دولت سے مالا مال کرتے ہیں ان کے باطنی اور روحانی تجربات ان کی نعت کو ایک عجب طرح کی سرشاری کی کیفیت بخشتے ہیں۔ ان کی زبان سادہ اور لہجہ پرتاثیر ہے وہ اپنے موضوع اور مضمون کے اعتبار سے حسب دل خواہ لب و لہجہ اختیار کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

سید نور الحسن نور اس اعتبار سے قابل ستائش اور لائق تحسین ہیں کہ وہ برصغیر پاک و ہند کے افق نعت پر ایک روشن ستارہ کی صورت میں ابھرے ہیں جو تادیر جگمگاتا رہے گا۔ آخر میں، میں صاحبزادہ سید محمد نور الحسن نور کو "مطلع نور" کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے اپنی معروضات کو اس کتاب کی اشاعت کے قطعہ تاریخ پر ختم کرتا

ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ کریم اس باب میں ان کی کاوشوں کو بارگاہ نبوی میں باریاب فرمائے۔ آمین

قطعہ تاریخ اشاعت کتاب "مطلع نور"

نتیجۂ فکر: سید شاکر القادری چشتی نظامی

صاحبِ "مطلعِ نور"، نورالحسن
مادحِ سید و سرورِ انبیاء
رونقِ بزمِ نوّابؒ فخرِ سلف
اہلِ دل، صاحبِ نسبتِ بوالعلاء
لائق و فاضل و نکتہ سنج و ذکی
ناظمِ خوش ادا شاعرِ خوش نوا
وہ چہ خوش ارمغانِ عقیدت رساند
بہرِ عشاقِ نعتِ رسولِ خدا
ای خداوند! مقبول و منظور باد
ارمغانش بہ درگاہِ خیرالوریٰ
سال چاپش چوں جستم، بہ توفیقِ حق
ہاتفِ غیب دادہ بگوشم صدا
از سرو پائے "انوار" تاریخ شد
"مطلع نورِ نعتِ نبی مرحبا"

۱۴۳۹=۲۰۱+۱۲۳۸

سید شاکر القادری چشتی نظامی
شاہ آباد، چشت نگر۔۔ اٹک شہر
پنجاب۔۔۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مطلع نور

معاصر نعتیہ اثاثے میں ایک خوشگوار اضافہ

مقام اطمینان و مسرت ہے کہ گذشتہ صدی کے آخری ربع کے بعد نعت کی صنف جسے بعض ناقدین موضوع محض سمجھتے تھے فنی طور پر ایک باقاعدہ صنف سخن کا درجہ اختیار کر چکی ہے، موضوع محض سے معجزۂ فن کے درجہ پر پہنچانے میں برصغیر پاک و ہند کے بیسیوں نعت نگاروں نے حصہ لیا انہوں نے مقدار اور معیار دونوں حوالوں سے صنف نعت کو ثروت مند کیا، نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئی دوسرے محبان نعت کی طرح میرا بھی یہی خیال ہے

دلا ملی ہے جو نعت مزید کی توفیق
تو جان لے تری پہلی ثنا قبول ہوئی

یہ شعر مجھے ان نعت نگاروں کے تذکرے کے وقت ہمیشہ یاد آتا ہے جنہوں نے نعت کو ایک جز وقتی شاعرانہ شغل نہیں بلکہ اپنی تخلیقی زندگی کا باقاعدہ معمول بنا لیا ہے۔ انکے خیالات و محسوسات میں نعت ایک جذب کی صورت اختیار کر چکی ہے ۔محترمی نور صاحب ایک ایسی ہی شخصیت ہیں، ان کے یکے بعد دیگرے کئی نعتیہ مجموعے شائع ہوئے ہیں کچھ زیر ترتیب و طبع ہیں۔ صنف نعت سے انکی شیفتگی لائق تحسین ہی نہیں قابل توجہ بھی ہے۔ انہوں نے نعت کے موضوع اور فن کے حوالے سے جس شعری اور تخلیقی (poetic and creative) کارکردگی کا اظہار کیا ہے اس سے نعت کی روایت میں رجحان ساز اضافہ ہوا ہے۔ دیوناگری رسم الخط کے ساتھ اردو متن کا شمول نعت کے فروغ کا ایک مبارک ذریعہ ثابت ہوگی اس لیے وہ اپنا تازہ مجموعۂ نعت و

مناقب ذولسانی قرینے سے شائع کر رہے ہیں۔

سید نور الحسن نور کی نعت میں سلسلہ جاتی عقیدت و محبت کے ساتھ ذات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ادب و احترام اور سیرت شناسی کے تقاضوں کا لحاظ اور پاسداری نیک فال ہے۔ آجکل کچھ نعت گو کبھی کبھار عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے عقیدہ غبار آلود کر لیتے ہیں،، نور نے نعت کے مضامین اور موضوعات کے اظہار میں ان باریکیوں کا خیال رکھا ہے جنکے بارے میں عرفی نے کہا ہے

عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحراست
ہشیار کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

نور کی نعتیہ شاعری میں شیفتگی و فدویت کے اظہار میں آداب رسالتماب میں جس ضبط و توازن کا اظہار ہوا ہے وہ قابل تحسین ہے اور ان کے اس وصف نعت نگاری کی نشاندہی اس لیے بھی ضروری ہے کہ نعتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سلسلے کا فیضان نیّت، خوش عقیدگی اور جذب کی صلاحیت کے مطابق پہنچتا ہے، بعض نعت گو شاعروں کے مشاہدات کھل جاتے ہیں اور وہ محسوسات کی اس سطح پر پہنچ جاتے ہیں جہاں انہیں کچھ ایسے تجربے بھی ہو جاتے ہیں جو عام حالات میں یا دوسرے شاعروں کو نہیں ہوتے یہ مشاہدات اگرچہ شیخِ سلسلہ کی امانت ہوتے ہیں مگر ان کی اجازت سے یا کبھی کبھار از خود سالک کی گفتگو یا شاعری میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ نمائش اور نفس کی تسکین کے لیے نہیں لیکن تحدیث نعمت کے طور پر کسی تخلیقی قرینے اور شعری شائستگی سے نعت میں ان محسوسات اور مشاہداتی تجربوں کا اظہار تشویق اور ترغیب کو جلا بخشتا ہے۔ اس ضمن میں تفصیل سے بات کا یہ مقام نہیں ورنہ اردو نعت کے معاصر منظر نامے میں ایسے نعتیہ اشعار کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔

سید محمد نور الحسن نور صاحب کے برادر اکبر حضرت صوفی سید محمد عزیز الحسن شاہ عزیز بھی شاعر ہیں نور صاحب کے حلقۂ ارادت میں کئی لوگ نعتیہ شاعری کر رہے ہیں اُن کے سلسلے کا فیضان نعت کی صورت میں بھی جاری و ساری ہے۔ اس کا اظہار نور صاحب کے اپنے کئی شعروں میں ہوا ہے چند مثالیں دیکھیے۔

مرشدی نوّاب کے دامان اطہر کے طفیل
نور کے ہاتھوں میں دامن آ گیا حسنین کا

کیوں کر نہ ذکر کیجیے نوّاب شاہ کا
اے نُور! یہ بھی ہیں گل گلزارِ مصطفیٰ

آپ کی چشم عنایت سے ہُوا ہوں با کمال
آپ سے ہے میری شہرت حضرت نواب شاہ

سیّد نورالحسن نور کے مناقب جداگانہ مقالے کے متقاضی ہیں اسی طرح ان کی عقیدت نگاری میں محاکات اور دوسرے محاسن شعری، قرآنی آیات کا استعمال، شعری زمینوں کی نادرہ کاری (چوکھٹ ردیف والی نعت) قافیے کا کلیدی استعمال (مضبوط اور مربوط قافیے والی نعت) نیز ان کی شاعری کا عروضی جائزہ تفصیل طلب موضوعات ہیں۔ان کی زیرنظر کتاب اور دوسرے نعتیہ مجموعوں کی روشنی میں ان پر تحقیقی وتنقیدی کام کی ضرورت ہے۔دعا ہے اُن کے قلمِ نعت رقم سے

ہو مدحتِ ممدوح خدا اور زیادہ
اللہ کرے زورِ 'ثنا' اور زیادہ
خامہ رہے مصروف سدا نعتِ نبی میں
ہونٹوں پہ رہے صلِ علیٰ اور زیادہ
دل غرق رہے حیرتِ شانِ نبوی میں
ہمت سے سوا، اور سوا اور زیادہ
حلقہ ملے سرکار کے عشاق کا اُس کو
ماحول ملے نعت فزا اور زیادہ
اُس کے ادبِ نعت و ارادت طلبی پر
برسے کرم و حُب کی گھٹا اور زیادہ

پرواز کرے جذب وعقیدت کے افق پر
وہ نعت نوا، نعت ادا اور زیادہ
مدحت سخنوں ،نعت گروں، مدح وروں میں
ہو اس کا لب و لہجہ جدا اور زیادہ
ارواح سلف کی ہو ریاض اس پہ توجہ
سرکار کی پائے یہ ولا اور زیادہ

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے سید محمد نور الحسن نور کی عقیدت نگاری (devotional poetry) ایک جداگانہ تجزیاتی مقالے کی متقاضی ہے۔امسال میری یہ کوشش ہوگی کہ اپنی یونیورسٹی سے انکی شاعری پر ایک تحقیقی وتنقیدی مقالہ کروایا جائے جس میں ان کی شاعری اور امکانات کا سیر حاصل جائزہ لیا جائے اور انکے محاسن شعری کی روشنی میں انکے مقام ومرتبے کا تعین معاصر اردو نعت کے پس منظر میں کیا جائے۔

مطلع نور کی تاریخ اشاعت کے حوالے سے چند اشعار اور مصرع جات

روح نواب کا ہے یہ فیضان
مطلع نور بخششِ آیات

مطلع نور نظم پاکیزہ
مطلع نور آیت تطہیر

ہے اسکے فن پہ چشم حضور. اللہ الصمد
بخشش نشان مطلع نور۔ اللہ الصمد

ڈاکٹر ریاض مجید
رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی
فیصل آباد۔پنجاب (پاکستان)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ امَّا بَعد:

ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب انسان کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اس کا ذکر بکثرت کیا کرتا ہے۔ اس (محبوب) کی یاد انسان کے لیے تسکین قلبی و حلاوت باطنی کا سامان بن جاتی ہے اور اگر یاد بھی ہو اس خسرو ملک خوباں کی کہ جو سراپا خوشبوؤں کی تمثیل اور لطافتوں کا آئینہ ہے جس کی یاد ایسی حلاوت بخش کہ

یاد او سرمایۂ ایماں بود
ہر گدا از یاد او سلطاں بود

ایسی سلطان گر یاد والے (محبوب) کا ذکر پھر تسکین محض نہیں ہوتا بلکہ وہ روح کی پہنائیوں تک کو اپنی بارش نور میں ایسا جھل تھل کر دیتا ہے کہ دل عشاق زمزم محبت سے باوضو ہو کر محراب عقیدت و مودت میں دست بستہ ایستادہ نغمۂ نعتیت الاپتے الاپتے اپنی زندگیاں صرف کر دیتے ہیں مگر تشنۂ لقا رندان سرمست کے لب طلب سے اٹھنے والی ھل من مزید کی صدائے بیقرار کہیں تھمتی دکھائی نہیں دیتی۔ کبھی وہ بزبان بوصیری

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمِ
مَزَجْتَ دَمْعًا جَرَى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

کی بانسری بجاتے ہوئے دشت طلب کی بیکرانیاں اپنے پائے غنا سے روندتے دنیا و ما فیھا سے بے نیازانہ آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں تو کبھی لہجۂ جامی میں اس عرش ناز کے روبرو

تنم فرسودہ جاں پارہ ز ہجراں یا رسول اللہ
دلم پژمردہ آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ

کی فریاد غم اور استغاثۂ بیتابی سے اس محبوب ناز آفریں کا رخ التفات اپنی جانب پھیر لانے کو کوشاں دکھائی دیتے ہیں۔ سید نور الحسن نور بھی مودت کے اس حظیرۂ قدس کے ایسے ہی بسملان کشتہ دل میں سے ہیں جن کا مطمح قلب و نظر بہر طور اس جان خوبی و مجسمۂ محبوبی کی یاد ہے کہ جس کے لیے خود خالق ارض و سماوات کو **لولاك لما اظهرت**

الربوبیہ تک کہنا پڑا۔

سرکار ہیں خیال میں یا ان کی آل پاک
اس کے سوا کچھ اور مجھے سوجھتا نہیں

جب فکر و خیال ہمہ وقت تصور محبوب میں اسقدر غرق رہنے لگیں تو مودت کی بیتابیاں عشق و جنوں کی بے ساختگیوں اور **وارفتگیوں** کا لافانی روپ دھار لیتی ہیں پھر ایسے مقام پر پاک طینت روحیں یہی کہہ اٹھتی ھیں کہ

تجھ کو دل فسردہ جو تسکین چاہیے
ہونا بس ان کی یاد میں غمگین چاہیے

پہلے ہو میری آنکھ میں روئے شہ امم
پھر اس کے بعد سورہ یٰسین چاہیے

اے کاش دیکھ لوں میں کبھی اس دیار کو
آئے جہاں قرار دل بے قرار کو

سید نور الحسن نور کہنہ مشق و زیرک نگاہ اہل فکر و فن میں سے ہیں۔ صنف نعت اور مناقب اھل بیت رسول سے اپنی طبع سلیمہ و جبلت صحیحہ کے باعث خاصی رغبت رکھتے ہیں اور بحمد اللہ اس میدان کے شہسوار چالاک بھی ہیں۔ مطلع نور کے نام سے جلد اک مجموعۂ نعت و مناقب ناقدین فن کی میزان نقد و جرح میں رکھنے والے ہیں جس پر ہم ان کا پیشگی خیر مقدم کرتے ہوئے ہدیۂ تہنیت و تبریک پیش کرتے ہیں۔ خالق ارض و سماوات ان کے جذبۂ حب رسول و مودت اھل بیت میں اضافہ فرماتے ہوئے مجموعۂ ھذا کو دینی و ادبی حلقوں میں داد پذیرائی بخشے۔ ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

از رشحات قلم:
اَلْمُلْتَجِی اِلَی اللّٰهِ مَحْسُوْدُ الْاَغْنِیَاء
علامہ خالد رومی قادری چشتی نظامی (راولپنڈی)، اسلامی جمہوریہ پاکستان

قطعہ تاریخ اشاعت

''خیر المناقب مطلع نور''

۱۴۳۹ھ

حضرت نور سا کون شاعر ہوا			جن کی ہر شعر بخشی پہ پھرِ پھرِ ہوا
مجھ سا عاجز کہ ان کا معاصر ہوا			ربِّ عالم کا ممنون و شاکر ہوا
ہر کلام ان کا ٹھہرا ہے معجز نظام			ان کا ہر بیت بیت المظاہر ہوا
طرزِ تحریر و اندازِ شعر و سخن			علم و حکمت کا غماز و مخبر ہوا
''ان کی شاخِ توجہ پہ ہے آشیاں''			ایسا مصرع بھی حضرت سے صادر ہوا
حصہ آیّدہٗ والی دعا سے ملا			دست روح القدس ان کا ناصر ہوا
مطلع نور ان کا ہے کارِ جدید			یہ نیا کام بھی کارِ نادر ہوا
اس کتابِ یگانہ کا سالِ رسا			''کشت نعت ومناقب'' سے ظاہر ہوا ۱۴۳۹ھ
اور سن عیسوی بعد کوشش عروسؔ			''لطف رزاق کل کے ذخائر'' ہوا ۲۰۱۸ء

ازقلم

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

مونیاں شریف (گجرات) پاکستان

کلمات محسوسہ

مخدومی ومکرومی شاعر جدت شعار ادیب ذی وقار حضرت صوفی سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی دامت برکاتہ العالیہ کا مجموعہ نعت ومناقب شائع ہوا چاہتا ہے۔ آپ نے مجھ سے بزعم خود خواہش کا اظہار فرمایا ہے مگر میں اسے درجہ امر پر محمول کرتا ہوں اور اسی امر کی بجا آوری ہے کہ میں چند سطور زیب قرطاس کر رہا ہوں۔ خالق شعرو شاعر نے قبلہ موصوف کو ذہن وقاد، فکر رسا، طبع موزوں اور قلم گوہر افشاں عطا کیا ہے۔ میں مدت سے حضرت کا قاری ہوں جو کلام جس رنگ میں بھی میرے سامنے آیا ہے میں اس کے سحر و اعجاز میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ آپ بھی اس دعوے کا عملاً ثبوت ان کے مجموعے میں جا بجا محسوس کریں گے۔ ان شاء اللہ اس مجموعے کے چیدہ چیدہ مقامات سے میری نظر بے اثر نے کسب فیض کی کامیاب کوشش کی ہے اور اسے عشق ومحبت و وارفتگی کا بحر بے کراں پایا ہے آپ روایت کے امین بھی ہیں اور جدت کے علم بردار بھی۔ کیا خوب رنگ روایت ہے ذرا دیکھیے

جدا نہ پاؤ گے نام خدا سے نام رسول
کہ عرش حق پہ بھی ہے نام مصطفیٰ مرقوم

مزید یہ کہ کسی بھی نئے مضمون کو آپ نعت کے قالب میں بخوبی و باسہولت ڈھال لیتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے

پوچھو ابلیس سے گستاخ نبوت کی سزا
کس بلندی پہ تھا اور کس طرح مسقوط ہوا

دیگر عشاقانِ مصطفیٰ کی طرح آپ دنیا کے مال ومنال جاہ ومنصب اور دولت وثروت سے یک سر بے نیاز نظر آتے ہیں اگر کوئی تمنا ہے تو یہی۔

تخت شاہی کی طلب مجھ کو نہیں ہے آقا
اپنے قدموں میں بٹھاؤ تو مری بات بنے

نعت کے علاوہ اس مجموعہ فیض ساماں میں مناقب بھی ہیں چند مثالیں منقبتی اشعار کی بھی دیکھ لیجیے۔ بارگاہ علی مرتضیٰ میں یوں استغاثہ پیش کرتے ہیں

غم ھائے روزگار و حوادث کے سلسلے
میرے خلاف پھر ہیں بہم یا علی مدد

سیدالشہداءوسردار نوجوانان جنت کے حضور یوں عرض داد کرتے ہیں

لہو تازہ ٹپکتا ہے ابھی تک زخم باطل سے
یہی تو کاٹ ہے صبر و رضا کے تیز خنجر کی

تہی دامن لیے اسلام نے حسرت سے جب دیکھا
لٹادی ابن حیدر نے کمائی زندگی بھر کی

اور قطب ربانی محبوب سبحانی شھباز لامکانی غوث صمدانی سیدنا وسندنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے یوں الفت کا اظہار کرتے ہیں

علی کے لعل ہیں اور فاطمہ کی آنکھ کے تارے
وجود غوث اعظم عکس ذات مصطفائی ہے

آخر میں دعا ہے کہ پروردگار اس مجموعۂ نعت ومناقب کو عالم اسلام کے ہر فرد کے لیے یکساں باعث فیض وعشق ومحبت بنائے اور اس کے خالق کو بیحد اجر وثواب عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

فقط

فقیر سید اسد اللہ قادری چشتی صابری نظامی تاجی

کراچی (پاکستان)

جناب سید محمد نور الحسن نور سے میری براہ راست ملاقات نہیں ہے لیکن شاید اب اجنبیت بھی نہیں ہے کیونکہ یہ بھی رہ مدحت کے مسافر ہیں اور میں بھی انہیں خوش بختوں کی آخری صف میں کھڑا منتظر کرم ہوں۔ جناب نور کی نعت گوئی کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ان کا شمار ایسے نعت گو حضرات میں ہوتا ہے جن کے ہاں آورد پر آمد کو فوقیت حاصل ہے اور ایسے کلام میں ظاہر ہے تصنع اور بناوٹ نہیں ہوتی ،اس لیے یہ براہ راست قاری کے دل پر دستک دیتا ہے اور اگر خلوص کے ساتھ مضامین کی رنگارنگی، لہجے کی نفاست اور شائستگی بھی ہو تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ سید محمد نور الحسن نور صاحب کے کلام میں یہ تمام صفات پوری آب وتاب کے ساتھ جگمگا رہی ہیں اور یہ سعادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ تا کہ میرا موقف بے دلیل نہ رہے اس لیے کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے اور لطفِ زبان وبیان کے ساتھ ساتھ روحانی کیف وسرور بھی حاصل کیجیے۔

فردوس کا نمونہ بہر اعتبار ہے
سرکار کا مدینہ بڑا شاندار ہے

حشر کی دھوپ سے بچنے کی یہ صورت ہوگی
سر پہ عاصی کے تنی چادر رحمت ہوگی

اپنے آقا کی مدد پر ہے بھروسا ہم کو
کب کسی اور سے امیدِ مدد رکھتے ہیں

میرے والی ہیں تاجدار نجف
میرے حامی شہ مدینہ ہیں

انہیں چند اشعار پر اکتفا کرتے ہوئے میں اپنی بات تمام کرتا ہوں اور جناب نور کو اس تازہ مجموعۂ نعت ومناقب ''مطلع نور'' کی طباعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور بارگاہ الٰہی میں ان کی نعت ومناقب کی قبولیت کے لیے دعا گو ہوں۔

ارسلان احمد ارسل
چیئرمین انٹرنیشنل نعت مرکز

احساسات دروں

پیکرِ علم وادب، نازش شعر وسخن، واصفِ شاہ مدینہ، سید الشعراء، جناب سید محمد نور الحسن المتخلص بہ نور نوابی عزیزی دام ظلہ العالی برصغیر ہندو پاک کے نعت گو شعراء میں ایک منفرد لب ولہجہ اور امتیازی حیثیت رکھنے والے ایک قادر الکلام شاعر ہیں، آپ ایک عظیم علمی روحانی خاندان کے چشم و چراغ اور اپنے آباء واجداد کے سچے وارث و امین ہیں۔قدرت کی فیاضیوں سے جناب نور کو وافر حصہ ملا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ ہمیشہ دین و دانش کے فروغ وارتقاء اور شعر وادب کے فروغ واستحکام میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ادب اور بالخصوص نعتیہ ادب کا فروغ آپکا مقصد حیات ہے اور یہ نتیجہ ہے اس عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو آپکے طاق دل میں شمع فروزاں بن کر جگمگا رہا ہے، جام عشق نبی پی کر سرشار رہنے والے اس عاشق صادق نے نعتیہ شاعری کو ایک نیا رخ عطا کیا ہے عشق نبی میں ڈوب کر جب آپ نعتیہ کلام موزوں کرتے ہیں تو اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے خوبصورت الفاظ وعبارات اور دلکش تراکیب کے ایجاد وانتخاب میں حضرت نور کو مہارت تامہ حاصل ہے۔راقم الحروف نے آپ کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کر کے بہت کچھ سیکھا ہے، ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا کیے بغیر آپ گذشتہ چند سالوں سے نعتیہ شاعری کے میدان میں بڑے فاتحانہ انداز سے مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں اور اپنے گراں قدر کلام سے اردو ادب کے سرمایے میں بیش قیمت اضافہ کر رہے ہیں۔ایک کہنہ مشق اور قادر الکلام شاعر ہونے کی حیثیت سے آپ نے حمد ونعت اور منقبت وغزل کی اصناف میں طبع آزمائی کر کے اردو ادب کی گراں قدر اور قابل

ستائش خدمت انجام دی ہے۔ادبی جمال، فنی کمال،لسانی بانکپن، پرشکوہ الفاظ و تراکیب اور نادر تشبیہات واستعارات کے برمحل استعمال میں جناب سید محمد نورالحسن نور عصر حاضر کے نعت گو شعراء حضرات میں اپنی مثال آپ ہیں ،سلاست زباں، نفاست بیاں اور روانی و بے ساختگی آپکے کلام کی روح ہے۔زیر نظر نعتیہ و منقبتی مجموعۂ کلام ''مطلع نور'' اسم بامسمّٰی مجموعہ ہے جس میں جانِ کائنات، رحمت عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف اور آپکی آل کی مدح وثنا کے گل بوٹے کھلائے گئے ہیں اور آپکے فضائل ومحاسن کے انوار سے اذہان وقلوب کو منور کرنے کا سامان مہیا کیا گیا ہے۔اس مجموعے میں زبان و بیان کے لحاظ سے وہ تمام ادبی وفنی خصوصیات موجود ہیں (جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) جو ایک قادرالکلام شاعر کے مجموعے میں ہوا کرتی ہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ شاعر موصوف کی اس نعتیہ کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور جناب سید نورالحسن نور کے علم وعمل اور عمرو اقبال میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے۔آمین

اب اخیر میں راقمِ آثم اپنے ''احساساتِ دروں'' کا اظہار نثر کے علاوہ نظم میں پیش کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہے۔

آسمانِ علم کا وہ اک چمکتا آفتاب !
پُر کشش، مہتابی چہرہ، وہ دمکتا ماہتاب

نام ہے نور الحسن ان کا، تخلّص نور ہے !!
نور و نکہت سے مزیّن ،حاملِ صدق وصواب

''سیّد الشعراء'' اگر کہیے انھیں تو ہے بجا
ہیں وہ شاہینِ ادب، شعر وسخن کے ہیں عُقاب

صنفِ نعتِ پاک میں حاصل ہے ان کو دسترس
فکر وفن میں ہیں بہت آگے مرے عالی جناب

صفحۂ قرطاس پہ موتی ادب کے رولتے !
جس گھڑی وہ فن کے چہرے سے اٹھاتے ہیں نقاب

نور کی فکرِ رسا کا یہ کرشمہ دیکھیے
''نور کا مطلع'' بنا ہے ایک نورانی کتاب

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف ممدوحِ من
پیش احمد نے کیا ہے جو عقیدت کا گلاب

دعا گو ودعا جو
محمد طفیل احمد مصباحی
سب ایڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ، یوپی

سید نور الحسن نور فتحپوری کی نعتیہ شاعری

پروفیسر فاروق احمد صدیقی
سابق پروفیسر بہار یونیورسٹی، مظفر پور۔ بہار

نعت گوئی بڑے شرف وسعادت کی بات ہے، بس شرط یہ ہے کہ دل حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معمور ہو اور شاعر اس کے مؤدبانہ اظہار پر قدرت رکھتا ہو، مگر یہ دولت بیدار سب کو نہیں ملتی۔ حضرت عزیز لکھنوی نے کیا خوب کہا ہے

دہد حق عشق احمد بندگان چیدۂ خود را
بہ خاصاں شاہ می بخشد مئے نوشیدۂ خود را

ایک اور جہت سے اس کی تشریح وتفہیم یوں ہوگی کہ علم، عمل اور عشق کی تثلیث جب تک خضر راہ نہیں بنے اعلیٰ درجہ کی نعتیہ شاعری وجود میں نہیں آسکتی۔ اسی تناظر میں محترم سید نور الحسن نور فتحپوری کی نعتیہ شاعری پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ رب کریم نے ان کو ان تمام صفات کا حامل بنایا ہے اس لیے ان کے شعروں میں عشق و عقیدت کی فراوانی بھی ہے، شعری لطافت ونفاست کی ارزانی بھی۔ دعویٰ بلا دلیل نہ رہ جائے اس لیے صرف پانچ شعر یہاں نقل کیے جاتے ہیں۔

کون جانے کیا ہے رتبہ سرور کونین کا
عرش نے بوسہ لیا ہے آپ کے نعلین کا

ہم ہی نہیں ہیں، آ کے ملایک بھی صبح وشام
پلکوں سے جھاڑتے ہیں تری رہگذار کو

ہر صبح نور دیکھا گیا ان کے شہر میں
خوشبو سمیٹتے ہوئے باد بہار کو

ابلتے ہیں معارف کے سمندر ان کے لفظوں سے
کلام مصطفٰے کا نام ہی کنز المعانی ہے

جہاں کیا چیز ہے میں نے اگر سمجھا تو یہ سمجھا
خدا کا باغ ہے، میرے نبی کی باغبانی ہے

فکر بلند اور فن لطیف سے ہم آہنگ یہ اشعار نظر افروز بھی ہیں اور روح پرور بھی۔ شاعر ذی وقار جناب سید نور الحسن نور ایک ایسے نورانی وروحانی خانوادہ محترم سے تعلق رکھتے ہیں اور ایک ایسی شہرہ آفاق خانقاہ سے وابستہ ہیں جہاں لوگوں کو حب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جام پلانے کی شان دار روایت رہی ہے۔ سید نور الحسن نور اپنے مقدس اسلاف واکابر کی اس روایت کی توسیع کرتے ہوئے اب اپنے نعتیہ کلام کے ذریعہ بھی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شراب ناب پورے آفاق میں پہنچا رہے ہیں۔ مبارک باد۔ خدا کرے علمی وادبی حلقوں میں بھی ان کے نعتیہ مجموعوں کا پرجوش خیر مقدم ہو۔

فاروق احمد صدیقی
مظفر پور

اَلْحَمْدُ لِاَهْلِهٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی اَهْلِهَا

۔۔۔۔مولانا احمد حبیب قادری

وصف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا سنن الٰہیہ میں سے ایک سنت ہے، سارا قرآن اخلاق واوصاف مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے گہر ہائے نایاب سے جگمگا رہا ہے، حقیقت یہی ہے کہ نعت رسول کا سرچشمۂ اصلی قرآن پاک ہی ہے، اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ، وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَات، قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْر، اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وغیرہ وغیرہ، یہ تمام کی تمام آیات اور اس جیسی سینکڑوں دیگر آیات میرے اس قول کی تائید کرتی ہیں، وہ صاحب قاب قوسین، وہ سیاح لامکاں، وہ معراج کا دولہا، وہ سید ابرار واخیار، وہ رحمۃ للعالمین کس بلندی پر ہے، اسکی کیا حقیقت ہے، صرف اور صرف اسکا خدا جانے، اس محبوب ومطلوب کے درجات، اسکی عظمتیں، اسکی رفعتیں سمجھنے سے عقل بشر عاجز، فکر ماندہ اور خرد حیران، لا یمکن الثناء کما کان حقه، اس محبوب کی بارگاہ تقدس مآب میں شاعر دربار نبوی حضرت حسان سے لے کر آج تک ہزار ہا شعرائے اسلام نے عقیدت ومحبت کے پھولوں سے بھرے شعری گلدستے پیش کیے مگر خدا گواہ کسی میں جرات کہاں، کہے کہ میں نے حق نعت ادا کر دیا۔ یہ بھی سچ ہے کہ وہ بڑے خوش بخت، بلند نصیب لوگ ہیں جنہوں نے نعت رسول کہی، پڑھی اور لکھی، انہیں نیک بختوں کے کلاموں سے آج محفل عشق ومحبت آراستہ ہے، انہیں کے عقیدت بھرے کلاموں کی خوشبوئیں آج بھی بزم عشاق کو معطر کر رہی ہیں۔ عربی، فارسی اور دیگر زبانوں میں نعتیہ شاعری ہوئی ہے اور اس فن کے شعراء کی ایک لمبی قطار ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اردو زبان میں بے شمار نعتیں کہی گئیں اور

بڑے بڑے نامور شعراء کی ایک طویل فہرست ہے عصر حاضر کے شعرائے بارگاہ رسالت پناہی میں ایک پیارا سا نام اور نظر آ رہا ہے، ایک معتبر اور مضبوط شاعری دل عشاق کو گرمانے کے لیے تیار نظر آ رہی ہے، بڑی مسرت ہوئی سن کر کہ شہزادۂ حضور سید نواب علی شاہ علیہ الرحمۃ والرضوان، سید نور الحسن میاں کا مجموعۂ نعت ومناقب ''مطلع نور'' کے نام سے عنقریب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والا ہے حضرت والا سے متعدد بار ان کا کلام انہیں کی زبان فیض ترجمان سے سننے کا اتفاق ہوا، حضرت جب اپنا کلام خود سناتے ہیں تو انکے سارے وجود پر عشق رسول کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ سننے والا بھی عجیب کیف، عجیب لطف اور عشق ومحبت کی ایسی پاکیزہ فضا میں خود کو پاتا ہے جسکا تعلق کہنے سے نہیں احساس سے ہے۔ حضرت نور کی شاعری فطری شاعری ہے انکے کلام میں اور انکی زندگی میں کوئی تضاد نہیں یقیناً انکے سینے میں ایسا دھڑکتا ہوا دل ہے جو ہمہ وقت عشق رسول سے سرشار اور حب اہلبیت اطہار سے لبریز ہے جب انسان میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے کہ اس کی شاعری اسکی اصلی زندگی کی ترجمان ہو جائے، اسکا کردار اسکے اشعار کے موافق ہو جائے، اسکا دل اور اسکی زبان ہم آہنگ ہو جائیں اسوقت وہ انسان بڑا شاعر ہے، بڑا انسان ہے اور اپنی زندگی میں کامیاب وکامران بھی ہے۔ پروردگار عالم نے حضرت کو ظاہری وباطنی تمام نعمتوں سے نوازا ہے، حضرت جسقدر دیکھنے میں وجیہ اور خوبصورت ہیں انکا باطن اس سے کہیں زیادہ صاف وشفاف ہے۔ عادات واطوار، اخلاق وکردار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کسی اللہ کے دوست کی آغوش ولایت کے پروردہ ہیں اور کسی ایسی عظیم روحانی درسگاہ کے سند یافتہ فاضل ہیں جو اہل صدق وصفا اور اور اصحاب عشق ووفا کی عقیدتوں کی طواف گاہ ہے، دعا ہے کہ رب قدیر حضرت کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور نعت رسول کا سفر تا حیات جاری رہے آمین ثم آمین

احمد حبیب قادری

اظہار مسرت

آج جب میں نے سنا کہ اہل سلسلہ کے بیحد اصرار پر ''مطلع نور'' پریس میں جانے کے لئے تیار ہورہا ہے تو بے انتہا خوشی ہوئی ،اتنی خوشی کہ جس کا شاید میں اظہار نہیں کرسکتا۔شاید سب سے زیادہ خوشی ۔آخر ایسا کیوں،سب سے زیادہ خوشی کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے ۔سب سے زیادہ خوشی تو شاعر محترم کو ہونی چاہئے کہ ان کا کلام قبولیت کی سند پا رہا ہے۔ مانگ ہورہی ہے اور یکے بعد دیگرے مجموعے شائع ہوکر اہل ذوق کے ہاتھوں کی زینت بن رہے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ حضرت نور کو جتنی خوشی ہوگی اتنی اور کسی کو کہاں ہوسکتی ہے لیکن پھر بھی میرا دعویٰ ہے کہ مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے اور میں اپنے دعوے میں حق بجانب ہوں۔

سلاموں کے مجموعے کی شکل میں محترم شاعر حضرت نور کا پہلا مجموعہ ''وسلموا تسلیما'' میرے بیحد اصرار پر سامنے آیا۔بیحد اصرار اس لئے کہ حضرت نور اپنے کلام کی اشاعت کے لئے سلسلے میں بالکل تیار نہیں تھے ۔نجانے کون سی ساعت تھی کہ میری گذارش رنگ لائی اور حضرت نور نے وسلموا تسلیما کی اشاعت کی اجازت مرحمت فرمادی ۔ یہ مجموعہ اردو اور ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہوا۔جب یہ مجموعہ قارئین کے ہاتھوں میں پہونچا تو فوراً مانگ ہوئی کہ شاعر محترم کا نعت ومناقب کا مجموعہ بھی شائع ہونا چاہئے کیونکہ اہل ذوق حضرات حضرت نور کے رنگ نعت اور ذوق نعت ومناقب سے بخوبی واقف ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ حضرت نور کا نعتیہ اور منقبتی کلام کس پایہ کا ہے۔

ایک بار پھر میری گذارش بارآور ہوئی اور ''قلزم نور'' منظرعام پر آیا۔قلزم نور کی اشاعت چونکہ اردو زبان میں ہوئی تھی اور حضرت نور کے سلسلے میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اردو زبان سے واقف نہیں ہیں۔ان کے دل رو پڑے کہ نور میاں کے نعتیہ اور منقبتی کلام شائع ہوکر داد وتحسین وصول کررہے ہیں لیکن ہم ان سے محظوظ نہیں ہوسکتے۔نتیجتاً انہوں نے حضرت نور کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا اور یہ گذارش فوراً قبولیت کی سند سے شرف یاب ہوئی۔اس لئے مطلع نور اردو ہندی دونوں زبانوں میں شائع ہورہا ہے۔

اب آپ خود سوچئے جس اشاعتی سلسلے کی بنیاد میں مجھ حقیر فقیر کی ذات شامل ہو جس کے سبب اس اشاعتی سلسلے کی بنیاد پڑی ہو اُسے سب سے زیادہ خوشی نہ ہوگی تو کسے ہوگی۔

مطلع نور کی ایک خاص بات اور ہے وہ یہ کہ وسلموا تسلیما اور قلزم نور کو میں نے ترتیب دیا تھا اور اب الحمدللہ مطلع نور خود شاعر محترم پیش کررہے ہیں۔

میری دعا ہے کہ یہ مجموعہ ''مطلع نور'' قبولیت کے چرخ چہارم تک کا سفر کرے اور اشاعت کا یہ سلسلہ اب رکے بغیر آگے بڑھتا جائے۔آمین ثم آمین بجاہ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سگ بارگاہ نوابی
یاور وارثی عزیزی نوابی
کانپور

۲۶رمئی ۲۰۱۸ء

اعجاز نسبت

ذاتِ مصطفیٰ وجہِ وجودِ کائنات ہے،،اور نعت مصطفیٰ وجہِ وجودِ کلام وسخن ہے۔ یہ نظیف دلوں، پاکیزہ دھڑکنوں اور شفاف روحوں کا وظیفۂ جانفزا ہے۔خوش بخت ہیں وہ وصاف رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنکی زندگی کا لمحہ لمحہ مدح گوئی میں صرف ہوتا ہے، انہی ثنا کاروں میں میرے استاد گرامی قدر حضرت سید محمد نورالحسن نور نوابی عزیزی بھی ہیں جن کے قرطاس وقلم کی دنیا مدحت رسول وآل رسول سے شروع ہو کر مدحت رسول وآل رسول پر ہی ختم ہوتی ہے۔آپ کا عشق رسول مدح وستائش سے بالاتر، صلے سے بے نیاز اور رضائے محبوب خدا کا تمنائی ہے جبھی تو آپ کی نعت نگاری اور نعت شناسی کی خوشبو دیکھتے ہی دیکھتے دور دور تک پھیل چکی ہے، جب آپ جذبات عشق رسول کو قوت گویائی بخشتے ہیں تو دبستانِ فکر وخیال میں وجد طاری ہو جاتا ہے۔نعت جیسی نازک صنف سخن میں جدت طرازی، نادرہ کاری اور نت نئے آفاق کی تلاش آپ کا خاصہ ہے۔آپ نے نعت کی شعری روایت کو اک نیا رنگ وآہنگ بخشا ہے۔

دور رواں کے نعتیہ منظر نامے میں استاذ مکرم حضرت نور کا نام اور کلام بے حد قدر کا حامل ہے۔آپ بلاشبہ قصر نعت میں انتہائی اعلی وارفع مقام پر مسند نشیں ہیں، یہ اعجازِ نسبت بھی ہے اور ثمرۂ جہد مسلسل بھی۔نعت نگاری اور فروغ نعت کے سلسلے میں آپ کی مساعی جمیلہ روز روشن سے بڑھ کر عیاں ہیں، جذبۂ عشق رسول (صلی اللہ علیہ

والہ وسلم) کو عام کرنے اور گھر گھر چراغ نعت روشن کرنے کی یہی تڑپ آج ''مطلع نور'' کی صورت میں جلوہ گر ہے۔

یہ مجموعہ دیکھ کر مجھے بے حد مسرت کا احساس ہوا اور اپنی قسمت پر ناز بھی ہوا کہ مجھے ایسے آستانہ عالیہ سے نسبت حاصل ہے جو علم وادب اور فروغ نعت ومناقب کا گہوارا ہے اس آستانے کی سرپرستی میں کتنے ہی شعرائے نعت کے مجموعے شائع ہوئے اور شہرت دوام کے حامل بنے۔ بلاشبہ یہ تمام اہل سلسلہ پر میرے دادا پیر حضور شمس العارفین بدر الکاملین سید السالکین حضرت صوفی سید نواب علی شاہ کا فیضان ہے اور میرے مرشد کامل واکمل قدوۃ الاولیاء، سید الاصفیاء، حضرت صوفی سید محمد عزیز الحسن نوابی لیاقتی ابوالعلائی کی چشم لطف وعطا ہے۔

یقین کامل ہے کہ ''مطلع نور'' سے پھوٹنے والی ضیائیں ہر سینے کو تابناک اور ہر دل کو منور کریں گی۔آمین ثم آمین

کنیز بارگاہ نوابیہ
ثمائلہ صدف
فیصل آباد (پاکستان)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدا ومصليا

حرف شکر

ابھی 2018 ہی میں یاور بھائی نے انتہائی خلوص ومحبت سے میرے دو مجموعہ ہائے کلام (1: وسلموا تسلیما، 2: قلزم نور) نہایت خوبصورت انداز میں ترتیب دے کر شائقین شعر وادب کی نذر کئے یہ ان کا حق بھی تھا اور نعت ومناقب سے ان کی شیفتگی کی دلیل بھی، ان مجموعوں کی جس قدر پذیرائی ہوئی یہ بات میرے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھی۔

یہ فقط اللہ جل مجدہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم خاص اور میرے پیر ومرشد کا فیضان ہے،

ورنہ "من آنم کہ من دانم"

اب احباب کا محبت بھرا پرزور اصرار ہے کہ ہندی رسم الخط یعنی دیوناگری میں بھی کچھ کلام شائع کیے جائیں تاکہ اردو زبان سے ناآشنا طبقہ بھی کلام سے خاطر خواہ لطف اندوز ہو سکے

" کچھ تو خیال خاطر احباب چاہیے"

بس اسی غرض سے یہ مجموعۂ کلام بنام ''مطلع نور'' اہل عقیدت ومحبت کی خدمت میں حاضر ہے۔

اس مجموعۂ کلام کو ترتیب دیتے ہوئے میں نے اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ بحور مروج ومترنم ہوں، کلام بھی کچھ عام فہم ہو اسی لیے میں ''مطلع نور'' میں اپنے

ابتدائی دور کا بھی کچھ کلام شامل اشاعت کر رہا ہوں (مگر بالکل ابتدائی بھی نہیں) جس سے اہل علم وادب اور اہل عقیدت ومحبت دونوں کی ضیافت طبع کا سامان ہو سکے۔

آج ہندوستان میں اردو زبان جس بے اعتنائی کا شکار ہے اس پر کچھ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اس لیے میں نے اس مجموعے کو اردو اور ہندی دونوں رسم الخط میں شائع کرنا مناسب سمجھا تاکہ دونوں طبقے محظوظ ہو سکیں، نیز اردو کی شمع بھی روشن رہے۔

مجھے امید ہے کہ وسلموا تسلیما، اور قلزم نور کی طرح احباب مطلع نور کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

سراسر ناانصافی ہوگی اگر میں اپنے جملہ محبین ومخلصین کا شکریہ ادا نہ کروں جو قدم قدم پر اپنی بے پایاں محبتیں مجھ پر نثار کرتے ہیں۔ خصوصاً میں تمام اہل قلم حضرات کا تہ دل سے ممنون ومتشکر ہوں جن کی معتبر آرا اس کتاب کی زینت میں اضافے کا سبب بنیں۔

اللہ کریم ورحیم بحق سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واہل بیت طیبین وطاہرین واصحاب المکرمین سب کو اجر کثیر عطا فرمائے نیز میری اس حقیر سعی کو قبولیت دوام عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

سگ بارگاہِ نوابی
سید محمد نور الحسن نور نوابی عزیزی
آستانۂ عالیہ نوابیہ قاضی پور شریف

حمد

✵

علی الدوام وجود و قیام ہے اس کا
نہ ابتدا ، نہ کوئی اختتام ہے اس کا

اک ایک ذرہ ہے مصروف کار پردازی
کچھ اس طرح سے منظم نظام ہے اس کا

اسی سے گلشن عالم میں ہے بہار و خزاں
اسی کا نورِ سحر ، رنگ شام ہے اس کا

اگر نظر ہے؟ تو اک اک کرن میں اسکی خبر
خرام باد صبا میں پیام ہے اس کا

ہماری فہم و خرد سے بعید اس کے امور
محال امر کو حل کرنا کام ہے اس کا

وہ بے زبان کو بخشے سخن وری کے گہر
اسی کا ملک نوا ہے ، کلام ہے اس کا

ہزار شکر جو محبوب رب اکبر ہے
لبوں پہ نورؔ کے ہر وقت نام ہے اس کا

ماورا فہم و تخیل سے ہے رتبہ تیرا
کیا کرے تیری ثنا بندۂ ادنیٰ تیرا

بحرِ عظمت کا ترے ایک جو قطرہ لکھ دوں
وہ بھی ہوگا مرے معبود کرشمہ تیرا

تیری عظمت، تری رفعت، تری تقدیس لکھوں
کیسے ممکن ہے ملے گر نہ سہارا تیرا

ساری خلقت پہ خدایا ہے حکومت تیری
شرکت غیر کہاں صرف ہے قبضہ تیرا

شرق سے غرب تلک اور زمیں سے تا عرش
جو بھی موجود ہے سب کچھ تو ہے مولا تیرا

خشک و تر برگ و شجر ہیں ترے محتاج کرم
اک سمندر بھی نہیں جو نہ ہو پیاسا تیرا

اک نفس کے لئے دشوار تھا جینا اپنا
ہر نفس ہم پہ ہے اکرام مسیحا تیرا

تجھ کو پایا ہے نہ پائیں گے کبھی دست عدم
اپنی ہستی میں ہے انداز انوکھا تیرا

تیرے اک کن سے ترے دہر نے پایا ہے وجود
کچھ نہ رہ جائیگا جب ہوگا اشارہ تیرا

کون سی شے نہ ترے نام کی تسبیح پڑھے
کون عالم ہے وہ جس میں نہیں چرچا تیرا

تیرے مستوں کی نگاہوں سے تو دیکھے کوئی
ذرّے ذرّے میں نظر آئیگا جلوہ تیرا

ڈھونڈے در در وہ تجھے اور تو عالم سے ورا
کیوں نہ حیران پھرے ڈھونڈنے والا تیرا

کیا مرا دل تری رحمت کا سزاوار نہیں؟
کیا نہیں چاہتا مدت سے اجالا تیرا

ہم سیہ کار ہیں مجرم ہیں خطاوار بھی ہیں
مانا سب کچھ ہیں مگر ہے تو بھروسہ تیرا

عشق و عرفان کا اک جام پلا دے ساقی
کس سے فریاد کرے ہائے یہ تشنہ تیرا

کتنی آنکھوں کو وہ پیمانہ بنا دیتا ہے
عشق و مستی کا ہے میخانہ پلایا تیرا

اس کے سائے سے بچا جس پہ ہوا تیرا عتاب
اس سے محفوظ مجھے رکھ جو ہے مارا تیرا

کعبۂ دل کا کریں اسکے فرشتے بھی طواف
جسکا دل تیری تجلی سے ہو کعبہ تیرا

نورؔ کو بھیک دے اس نور مجسم کے طفیل
جانِ کونین ہے جو سب سے ہے پیارا تیرا

مناجات

اک کرم اور کرم بانٹنے والے کردے
میری سانسوں کو درودوں کے حوالے کردے

طائر سدرہ ہیں جس در کے گداگر یارب
میری قسمت میں اسی در کے نوالے کردے

دے مجھے مرہم دیدار شہ کون و مکاں
دور دل سے مرے ارمان کے چھالے کردے

جن سے سیراب ہوا کرتے ہیں اخیار ترے
ابر اس سمت بھی وہ رحمتوں والے کردے

جن کی تحویل میں محفوظ رہے دین کا قصر
میرے اللہ مہیا وہ رسالے کردے

حرمت شاہ امم پر جو لٹادیں جانیں
دین کو پھر سے عطا ایسے جیالے کردے

اس کی امداد میں اک پل کی بھی تاخیر نہ ہو
جب کوئی مجھ کو صدا نام ترا لے کر دے

شہر مدحت میں مرے نام کا سورج چمکے
میری گویائی کے انداز نرالے کردے

مٹنے دیتے نہیں دنیا کی چمک رب کریم
تو زمیں بوس مرے دل کے شوالے کردے

خوف سے جن کے ہوئے جاتے ہیں چہرے پیلے
گل صفت ہاتھ وہ سب پتھروں والے کردے

نورؔ کو نور کی نگری میں عطا کر مسکن
چشم بے نور کی قسمت میں اجالے کردے

✵

مرے خدا مجھے وہ طرز خوشنوائی دے
کہ روم روم سے مدح نبی سنائی دے

اسی جوار کرم میں مجھے بھی رہنا ہے
جہاں سے روضۂ خیرالوریٰ دکھائی دے

نبی کے اسوۂ کامل پہ کاربند رہوں
نبی کے نقش کف پا کی رہنمائی دے

متاعِ جاہ و حشم کی نہیں طلب مجھ کو
دیار سرور کونین کی گدائی دے

یہ سر تو خم ہے تری بارگاہِ عظمت میں
دل و نگاہ کو بھی شوقِ جبہ سائی دے

سکوتِ شب میں جو تجھ کو صدائیں دیتے ہیں
رفیق اُن کا بنا اُن کی ہم نوائی دے

نفس نفس تری یادوں کا سلسلہ پاؤں
قدم قدم ترا جلوہ مجھے دکھائی دے

مرے حسین کی بے لوث زندگی کے طفیل
مرے خدا مجھے توفیق بے ریائی دے

نصیب ہو تری امداد نورؔ کو یارب
ترے حبیب کی جس وقت بھی دہائی دے

✵

نعتیں

✲

حرم میں بارش انوار دیکھنے چلیے
وہیں ہے مولد سرکار دیکھنے چلیے
نظر میں خانۂ کعبہ رہے تو بہتر ہے
عبث نہ کوچہ و بازار دیکھنے چلیے
منیٰ و وادئ عرفات اور مزدلفہ
بلا رہے ہیں تو اس بار دیکھنے چلیے
جنون شوق سعی کا لیے ہوئے ہمراہ
صفا و مروہ کے آثار دیکھنے چلیے
خدا کے فضل سے ارکان حج ہوئے پورے
رسول پاک کا دربار دیکھنے چلیے
ادب کے ساتھ درود و سلام پڑھتے ہوئے
نبی کے روضے کے انوار دیکھنے چلیے
جو قرب سرور کون و مکاں میں رہتے ہیں
وہ صبح و شام گہر بار دیکھنے چلیے
ریاض جنہ میں پڑھنے بصد خلوص نماز
نبی کی مسجد ضوبار دیکھنے چلیے
جمال گنبد خضریٰ کی دید کو اے نورؔ
دیار سید ابرار دیکھنے چلیے

✲

✲

اے کاش دیکھ لوں میں کبھی اس دیار کو
آئے جہاں قرار دلِ بے قرار کو

خیرات مل گئی جسے کوئے رسول سے
کرتا نہیں سلام کسی تاجدار کو

جاؤں گا تیرے واسطے میدانِ حشر تک
سینے سے میں لگا کے ترے انتظار کو

ہم کیوں نہ چاہیں تیری رضا اے شہہ انام
مطلوب ہے رضا تری پروردگار کو

تیرے کرم نے حوصلہ بخشا ہے اس قدر
ہم پھول جانتے ہیں غموں کے شرار کو

تیرا خدا ہے تیری جزا خلد ہے تری
تجھ پہ ہے فخر امت عصیاں شعار کو

سیراب کر رہا ہے دلوں کی جو کھیتیاں
کرتا ہوں میں تلاش اسی آبشار کو

اے بادِ صبح ! سرورِ عالم کی شکل میں
دیکھا ہے تونے رحمت پروردگار کو

ہم ہی نہیں ہیں صرف ملائک بھی صبح و شام
پلکوں سے جھاڑتے ہیں تری رہگزار کو

مجرم کو اپنے تیری عدالت میں بھیج کر
واضح کیا خدا نے ترے اختیار کو

اے وقت یہ تو سوچ میں کس کا غلام ہوں
محمول عاجزی پہ نہ کر انکسار کو

انکی گلی کی خاک میں لوٹے گا جس گھڑی
مل جائے گی چمک درِ عز و وقار کو

لاکھوں میں ایک یہ بھی ہے اس در کی خاصیت
لگتی نہیں ہے ٹھیس کبھی اعتبار کو

جب مجھ پہ چل سکا نہ کوئی آسماں کا زور
حیرت سے دیکھنے لگا تیرے حصار کو

اس سے بڑا جہان میں کوئی صلہ نہیں
تیرا ہی قرب چاہئے مدحت نگار کو

اے خوشبوئے مدینۂ محبوب کردگار
منزل عطا ہو قافلۂ بے دیار کو

موجود ہیں حضور تو کیا فکر دل مجھے
رہتی ہے فکر شہر کی خود شہریار کو

ہو جایئے غلام غلامانِ مصطفیٰ
ٹھوکر پہ رکھئے گردشِ لیل و نہار کو

ہر صبح نورؔ دیکھا گیا انکے شہر میں
خوشبو سمیٹتے ہوئے بادِ بہار کو

بولیں شجر نبی نبی بولیں حجر نبی نبی
گونجے صدا طرف طرف شام وسحر نبی نبی

تازہ جو رہنا ہو تجھے خوب مہکنا ہو تجھے
اپنا وظیفہ لے بنا اے گل تر نبی نبی

نوک قلم کو چوم کر جھوم رہی ہے وجد میں
بام و در خیال پر لکھ کے نظر نبی نبی

کہنے لگا نبی نبی عالم خوف میں جو میں
خود بھی پکارنے لگے خوف و خطر نبی نبی

کچھ نہ خبر ہوئی مجھے راہ تمام کب ہوئی
دیکھ کے مجھ کو کہہ اٹھی راہ سفر نبی نبی

اس کے سوا مرے لیے میری حیات کچھ نہیں
ہوش و خرد نبی نبی جان و جگر نبی نبی

جنگ کے درمیان بھی فتح کا ہے یہی سبب
تیر و کماں نبی نبی تیغ و سپر نبی نبی

حسن کی کائنات بس اس لیے بن گئے ہیں یہ
لکھتے رہیں کرن کرن شمس و قمر نبی نبی

قطرہ اشک گل بنے ساعت رنج ہنس پڑے
کرنے لگیں اگر ترے دیدۂ تر نبی نبی

میرا سبق ہے آخری تیرے لیے تو بس یہی
اپنا وظیفہ لے بنا میرے پسر نبی نبی

نور بگاڑ پائیں گی کچھ بھی نہ آندھیاں کبھی
ساری عمارتوں پہ تم لکھ دو اگر نبی نبی

جب وہ محبوب خدا بن کے پیمبر اترا
کاروانِ کرم و لطف زمیں پر اترا

آ گیا اپنے جلو میں لیے انوارِ یقیں
فرش والوں کا جگانے وہ مقدر اترا

آئے میزان فضیلت سے نہ جانے کتنے
کون سلطان مدینہ کے برابر اترا

بحر وحدت کے شناور تو بہت ہیں لیکن
اتنی گہرائی میں کوئی نہ شناور اترا

رشک صد لعل و جواہر اسے دنیا نے کہا
غم سرکار کچھ ایسا مرے دل پر اترا

ہر طرف شور ہوا رحمت عالم آیا
مجمع حشر میں جب شافع محشر اترا

روشنی ایک بھی لمحے کو ٹھہرنا ہے محال
عشق احمد نہ اگر سینے کے اندر اترا

وقت نے اک نئی تاریخ رقم کر ڈالی
جنگ کے واسطے جب فاتح خیبر اترا

ڈھونڈ لیں گی انہیں لاکھوں میں بھی میری آنکھیں
سبز گنبد کا جن آنکھوں میں ہو منظر اترا

کوئی طوفاں نہ ملا بحر حوادث میں مجھے
نام سرکار کا میں نورؔ جو لے کر اترا

مری اس کیفیت پر میرے مرشد کی گواہی ہے
جہانِ نعت میں رہنا ثبوتِ بے گناہی ہے

نہ مانے اس حقیقت کو جو اس کی کم نگاہی ہے
کہ عرفان شہ کونین عرفان الٰہی ہے

مسلسل آسماں سے قدسیوں کا کارواں اترے
یہ دربار شہ ہر دوسرا کی عز و جاہی ہے

تمہاری سلطنت ہے ساری دنیا اور عقبیٰ میں
یہاں بھی سربراہی ہے وہاں بھی سربراہی ہے

پڑے گی اک نظر ان کی تو مٹ جائے گی اک پل میں
ہمارے نامۂ اعمال کی جتنی سیاہی ہے

نگاہِ آسماں جھک جھک کے چومے نقش پا جس کے
مسافر ہے وہ طیبہ کا ، مدینے کا وہ راہی ہے

سریر دل پہ جس کے جلوہ گر ہوں سید والا
حقیقت ہے جہاں بھر میں اسی کی بادشاہی ہے

تمہارا ذکر خشک و تر میں بھی ہے بحر و بر میں بھی
تمہاری مدح خوانی درمیان مور و ماہی ہے

ہلا دیتا ہے اک ٹھوکر سے ہر ایوان باطل کو
مرے سرکار کے لشکر کا جو ادنیٰ سپاہی ہے

نزاکت بارگاہ سید عالم کی مت پوچھو
یہاں کی ایک گستاخی سے ایماں کی تباہی ہے

چلے آؤ بس اک پل کو سر بالیں مرے آقا
تمہارا اک مریض غم چراغ صبح گاہی ہے

مٹا کر نورؔ خود کو ان کے قدموں میں فنا ہو جا
یہ دستور محبت ہے یہ رسم خانقاہی ہے

بستی بستی قریہ قریہ آنا جانا اچھا ہے
کوچہ کوچہ نعت نبی کے شعر سنانا اچھا ہے

کام جو گھر گھر جھاڑو پوچھا کرنے کا مل جائے ہمیں
شہر مدینہ کو جانے کا یہ بھی بہانہ اچھا ہے

خانہ کعبہ میں جیسے بھی گزریں اپنے شام و سحر
ان کی گلی میں ان کے در پر ہوش میں آنا اچھا ہے

ویسے تو جو بھی آئے گا فیض یقیناً پائے گا
بزم میں ان کی ان کے عاشق کو ہی بلانا اچھا ہے

وقت مٹانا چاہے مٹائے لیکن ہم تو کہتے ہیں
گنبد خضرا دل کے فلک پر روز بنانا اچھا ہے

شرط یہ ہے ہر اک پتھر پر نام نبی کا لکھا ہو
سنگ نوا سے دریا دریا موج اٹھانا اچھا ہے

یاد شب معراج نبی کی اچھی چیز ہے اے لوگو !
آمد شاہ کون و مکاں کا جشن منانا اچھا ہے

جتنے ہیں سیاح ملائک جتنے بھی ہیں اچھے لوگ
کر کے بپا میلاد کی محفل گھر میں بلانا اچھا ہے

دشت نفس میں دھوپ کڑی ہو اور نہ کوئی سایہ ہو
ایسے میں آقا آقا کرنا اشک بہانا اچھا ہے

ایک قدم بھی آگے آئے بادخزاں کی کب ہے مجال
گلشن گلشن ذکر نبی کے پھول کھلانا اچھا ہے

اس سے اچھی کون سی شے ہے جس سے دل کو بہلائیں
نورؔ نبی کی باتیں کرکے دل بہلانا اچھا ہے

نہ دسترس میں سلیقہ نہ معنی و مفہوم
کریں تو کیسے کریں نعت مصطفیٰ منظوم

جو آئے اس در انور پہ ہوگئے روشن
دلوں سے تیرگی کفر ہوگئی معدوم

جدا نہ پاؤ گے نام خدا سے نام رسول
کہ عرش حق پہ بھی ہے نام مصطفیٰ مرقوم

تمہارے جلوے کے شیدا تمام جلوے ہیں
تمھارا چہرہ تکے رشک سے جہانِ نجوم

مرے حضور ، مرے مصطفیٰ ، مرے آقا
زمیں سے عرش بریں تک ہے بس تمہاری دھوم

برستے سب پہ ہیں سرکار بن کے ابر کرم
نہیں ہے بارش رحمت سے کوئی بھی محروم

یہی وہ بارگہ رحمت دوعالم ہے
جہاں سے بن کے نکلتے ہیں خواجہ و مخدوم

حضور آ گیے بخشش کا لے کے پروانہ
جو دیکھا اپنے غلاموں کو حشر میں مغموم

تمھارے دامن رحمت میں چین پاتے ہیں
ستم رسیدہ و غمگین و بیکس و مظلوم

یہ بارگاہِ حبیب خدا ہے اے لوگو !
یہاں پہ رہتا ہے دن رات قدسیوں کا ہجوم

قریب تم سے ہوا جو ہوا خدا سے قریب
تمھارے در سے جدا جو ہوا ، ہوا مذموم

عظیم جرم ہے تو ان سے ہمسری جو کرے
کہ تو گناہ سراپا وہ سر بسر معصوم

فراز عرش بھی ہے نورؔ انکے زیر قدم
بلندیٔ شہ والا کسی کو کیا معلوم

وہ دلکشی ملی نہ کہیں اور دہر میں
آئی نظر جو رحمت عالم کے شہر میں

گر لمس دست ناز ترا ہو اسے نصیب
اثرات زندگی کے مرتب ہوں زہر میں

سیل کرم تھا وہ کہ ہر اک کوہ رنج وغم
تنکے کی طرح بہہ گیا بس ایک لہر میں

تعظیم مصطفٰے سے کیا جس نے انحراف
وہ شخص مبتلا ہوا قدرت کے قہر میں

سیراب ہوں وہ زمزم رحمت سے ہر گھڑی
ہیں غوطہ زن جو عشق شہ دیں کی نہر میں

خاک در رسول سے آنکھیں ملا سکے
اتنی کہاں مجال فراز سپہر میں

تخلیق کائنات کا باعث ہیں مصطفٰے
اے نورؔ جلوہ گر ہیں وہی ماہ و مہر میں

بصد تضرع، قدم قدم پر ادب کے سجدے لٹا رہے ہیں
نبی کے شہر کرم کی جانب نبی کے دیوانے جا رہے ہیں
نبی کے روضے کے سامنے ہیں نبی کے لطف وکرم کے صدقے
لگے ہیں دل پر جو داغ عصیاں ہم آنسوؤں سے مٹا رہے ہیں
جو دل بچھائیں در نبی پر جو خاک طیبہ سجائیں سر پر
دعا و تبریک کے تحائف ملائکہ سے وہ پا رہے ہیں
جہانِ ظلمت کا خوف کیسا؟ سیاہیٔ شب کی فکر کیسی؟
نجوم ذکر شہ امم سے ہمارے دل جگمگا رہے ہیں
جنہیں ابھی تک نہ دید طیبہ کا جام شیریں ہوا میسر
وہ تشنہ لب عالم تصور میں پیاس اپنی بجھا رہے ہیں
جو ہجر طیبہ کی گرمیوں سے سلگ رہے تھے تڑپ رہے تھے
وہ بارش رحمت و کرم میں نہال ہوکر نہا رہے ہیں
درود کا ورد کرتے رہیے نبی کو ہر وقت یاد رکھیے
صبا سنائے گی پھر یہ مژدہ کہ چلیے آقا بلا رہے ہیں
ہے مصطفٰے پر جنہیں بھروسہ، غلام جتنے ہیں مصطفٰے کے
کسی بھی سیلاب رنج وغم کو کہاں وہ خاطر میں لا رہے ہیں
مرے یقیں کے چمکتے کاغذ پہ کوئی تحریر کر گیا ہے
بلائیں گے نورؔ تم کو آقا قریب وہ دن بھی آ رہے ہیں

فردوس کا نمونہ بہر اعتبار ہے
سرکار کا مدینہ بڑا شاندار ہے

حاصل ہوا ہے جب سے شہہ دوجہاں کا غم
حاصل ہمارے دل کو سکون و قرار ہے

طرز کلام ، طرز تخاطب ، خرام ناز
ہر اک ادا حضور کی رحمت شعار ہے

کچھ بھی کہوں زبان سے حاجت نہیں مجھے
مافی الضمیر ان پہ مرا آشکار ہے

شبنم نہیں ہے رونق طیبہ کو دیکھ کر
کم مائیگی پہ اپنی فلک اشک بار ہے

دارائی اس کے در پہ کھڑی ہے بصد نیاز
اس در کے خوشہ چینوں میں جس کا شمار ہے

با ہوش ان سے لیتے ہیں آ آ کے درس ہوش
حاصل جنہیں بھی عشق نبی کا خمار ہے

ہر لمحہ گونجتا ہے اذان و صلٰوۃ میں
سب تذکروں میں ذکر نبی کی بہار ہے

اب دشمنان دیں کے سروں کی نہیں ہے خیر
ہاتھوں میں بوتراب کے اب ذوالفقار ہے

میری بلا سنوارے عروسِ غزل کی زلف
مجھ کو تو نعت باعث صد افتخار ہے

اے نورؔ شہر نعت میں ہوجایئے مقیم
آب و ہوا یہاں کی بڑی سازگار ہے

کہاں میرے نبی کا کوئی ہمسر کوئی ثانی ہے
جدھر دیکھو بساطِ کن میں انکی وصف خوانی ہے

یہ بالکل صاف مفہوم حدیث من رانی ہے
سراپا آپ کا رب کی بڑی محکم نشانی ہے

بہت مسرور تھا مہتاب اپنی ضوفشانی پر
ترے تلووں کے آگے میرے آقا پانی پانی ہے

تحیر میں خرد ہے عقل و دانش ششدر و حیراں
سنا جب سے مکاں والا بھی کوئی لامکانی ہے

مرے سرکار کی ہے سلطنت سارے زمانے میں
مرے سرکار کی ہر ایک شے پر حکمرانی ہے

ابلتے ہیں معارف کے سمندر انکے لفظوں سے
کلام مصطفیٰ کا نام ہی کنزالمعانی ہے

جہاں کیا چیز ہے میں نے اگر سمجھا تو یہ سمجھا
خدا کا باغ ہے میرے نبی کی باغبانی ہے

بنایا امتی ان کا ، لقب خیر الامم بخشا
مرے اللہ کی کتنی بڑی یہ مہربانی ہے

وہ اصل کل، وہ جان دو جہاں، وہ ہادئ عالم
انھیں پر منحصر سارے زمانے کی کہانی ہے

نہ جانے کس بلندی پر ہے تو اے گنبد خضریٰ
تری رفعت پہ حیرت میں فراز آسمانی ہے

مٹا دے نورؔ جو انکی وفا میں اپنی ہستی کو
مقدر میں اسی کے بس حیات جاودانی ہے

✵

تصدیق خود حضور نے کی ہے خدا کے بعد
تخلیق کائنات ہوئی مصطفیٰ کے بعد

سب مقتدی ہیں آپ کے، سب کے امام آپ
حالانکہ آئے آپ سبھی انبیاء کے بعد

بخشا یہ مصطفیٰ کی عبادت نے مرتبہ
دنیا کے سارے غار ہیں غار حرا کے بعد

آقا کے گھر کے بعد علی کا مکان ہے
حسنین کی گلی ہے در مرتضیٰ کے بعد

قربانیوں کے لب پہ ابھی تک ہے یہ سوال
کون آیا کربلا میں شہ کربلا کے بعد

سرکار کائنات کا در مل گیا مجھے
مانگوں خدا اور میں کیا اس عطا کے بعد

پڑھتے رہے درود تو اے نورؔ دیکھنا
نکلے گا ماہتاب کرم کی گھٹا کے بعد

✵

✵

کون جانے کیا ہے رتبہ سرور کونین کا
عرش نے بوسہ لیا ہے آپ کے نعلین کا
آ رہی تھیں ادن منی کی صدائیں بار بار
قرب بڑھتا جا رہا تھا کس قدر مابین کا
پہنچے جب آغوش او ادنیٰ میں محبوب خدا
ختم سارا ہوچکا تھا فاصلہ قوسین کا
عظمت قرآن و اہل بیت پر شاہد رسول
قول ہے انی ترکت فیکم الثقلین کا
کاش رکھدیں اپنے پائے ناز میرے مصطفیٰ
بس یہی ارمان ہے میرے دل بے چین کا
یہ تو ممکن ہی نہیں افلاس اس کو روک دے
جس کی قسمت میں لکھا دیدار ہو حرمین کا
نور کے دو دو جگر پارے ہیں ان کے بخت میں
اللہ اللہ مرتبہ عثمان ذی النورین کا
سنتوں کے نور میں آؤ گزاریں زندگی
راستہ ہے بس یہی خوش بختی دارین کا
مرشدی نواب کے دامان اطہر کے طفیل
نورؔ کے ہاتھوں میں دامن آگیا حسنین کا

✵

تجھ کو دلِ فسردہ جو تسکین چاہیے
ہونا بس ان کی یاد میں غمگین چاہیے
آئیں گے وہ ضرور مگر ایک شرط ہے
سوزِ وفا سے قلب کی تزئین چاہیے
جو مست جامِ عشقِ رسولِ کریم ہے
اس کی پناہ لے لے اگر دین چاہیے
ہم کیوں تلاش ضابطۂ زندگی کریں
ہم کو نبی کے عشق کا آئین چاہیے
وقتِ اجل عزیزو ! مری جان کے لیے
نام رسولِ پاک کی تلقین چاہیے
تسکینِ جان وتن کے لیے اے مرے کریم!
طیبہ کی سر زمیں پہ تدفین چاہیے
پہلے ہو میری آنکھ میں روئے شہِ امم
پھر اس کے بعد سورہ یٰسین چاہیے
مانگوں جو میں دعا میں مدینہ تو قدسیو !
لب سے تمہارے بس مجھے آمین چاہیے
اشعار میرے نورؔ کریں کاش وہ قبول
خلقت سے مجھ کو داد نہ تحسین چاہیے

عشق میرا شہ طیبہ سے جو مربوط ہوا
میری بخشش کا وسیلہ بڑا مضبوط ہوا

حُبّ مولا کے لیے طاعت محبوب ہے شرط
قرب حق انکے تقرب سے ہی مشروط ہوا

جسکے سینے میں نہ ہو سرورِ کونین کا عشق
ہوں عمل کتنے بھلے پھر بھی وہ مغلوط ہوا

نام اللہ کا بے نقطہ ہے یہ بھی دیکھو
نام محبوبُ محمدؐ کہاں منقوط ہوا

کون کہتا ہے کہیں اسم جلالت ہے فقط
ہر جگہ اسم محمد بھی تو مخطوط ہوا

پوچھو ابلیس سے گستاخ نبوت کی سزا
کس بلندی پہ تھا اور کس طرح مسقوط ہوا

جب چلا قافلۂ شوق مدینے کے لیے
دردِ دل نور مرا اور بھی مَفروط ہوا

ہر طرف سے یہی صدا آئے
مصطفیٰ آئے مصطفیٰ آئے

فرحت و انبساط وجد کریں
لب پہ جب نام آپ کا آئے

زندگی پائے زندگی تجھ سے
اور قضا ؛ سر بہ خم قضا آئے

غیر ممکن ہے ان کے ہوتے ہوئے
میرے پیچھے کوئی بلا آئے

شاخ در شاخ گُل درود پڑھیں
نعت پڑھتی ہوئی صبا آئے

مصطفیٰ ساری رہ گزاروں میں
چھوڑتے اپنے نقش پا آئے

جب کہیں نور کا جھماکا ہوا
یوں لگا شاہِ دوسرا آئے

رحمتِ کائنات سب کے لیے
رحمتوں کی لیے ردا آئے

کوچۂ امن ڈھونڈنے والے
لے کے سرکار کا پتہ آئے

جب سجی بزم ذکر شاہِ امم
ہم بھی لے کر گُلِ ثنا آئے

پیرہن نور کا پہن کر نورؔ
بزمِ دنیا میں مصطفیٰ آئے

رسول کون ومکاں ہے دل آئینے میں روشن جمال تیرا
قسم خدا کی ہمارے اوپر کرم ہے یہ لازوال تیرا

نہ جانے کتنے گلاب پیکر فلک نے دیکھے زمیں پہ ابتک
اسے بھی حیرت ضرور ہوگی نہ دیکھا مثل و مثال تیرا

ہزاروں چہرے چمک رہے ہیں مرے تصور میں یوں تو لیکن
ملا ہے کس سے وہ کیف و مستی جو دے رہا ہے خیال تیرا

سپہر فضل و علیٰ پہ دیکھے ہزاروں شمس و قمر چمکتے
مگر نہ پایا گیا کسی میں حبیب داور کمال تیرا

ہے عرش اعظم پہ اس کی قسمت ملی ہے جس کو تری محبت
ترا تقرب، تقرب حق، وصال حق ہے وصال تیرا

ترے کرم نے دیا سہارا قرار یادوں نے تیری بخشا
غم جہاں سے اگر ہوا ہے غلام کوئی نڈھال تیرا

تری عطا کا رہین منت بساط عالم کا گوشہ گوشہ
کوئی تو کہہ دے یہاں نہ برسا سحاب جود و نوال تیرا

خلیل آئے، ذبیح آئے، کلیم آئے، مسیح آئے
مگر نہ آیا جواب کوئی رسول عالی خصال تیرا

ترے تکلم کی وہ فصاحت کہ بے زباں ہیں زبان والے
گلاب رحمت کھلا رہا ہے لبوں پہ حسن مقال تیرا

وصال طیبہ کی آہٹیں کچھ مجھے بھی محسوس ہو رہی ہیں
نکل رہا ہے فراق طیبہ دل و جگر سے ملال تیرا

نوازشوں کی ہے تجھ پہ بارش تو نورؔ حیرت کی بات کیا ہے
تمام عالم کے ہیں وہ داتا نہیں ہے تنہا سوال تیرا

مجھ کو بھی بلا لیجے سرکار مدینے میں
دیدار سے ہوجاؤں سرشار مدینے میں

ادنیٰ سا اشارا بھی ہوجائے اگر آقا
لے کر میں پہنچ جاؤں گھر بار مدینے میں

کیونکر نہ مثالی ہو ہر چیز مدینے کی
ہے خالق عالم کا شہکار مدینے میں

کچھ عقل و خرد پر ہی موقوف نہیں لوگو !
دیکھا ہے جنوں کو بھی ہشیار مدینے میں

ہونٹوں کو ہلانے کی حاجت نہیں اس در پر
اشکوں کی زبانی ہو اظہار مدینے میں

تا حشر تقرب کا اعزاز عطا کیجے
میرا بھی بنے مدفن سرکار مدینے میں

چاہیں تو عطا کردیں منگتا کو شہنشاہی
ہیں نورؔ دو عالم کے مختار مدینے میں

دل میں جو الفت محبوب احد رکھتے ہیں
اپنی بخشش کی وہی لوگ سند رکھتے ہیں

اپنے آقا کی مدد پر ہے بھروسہ ہم کو
کب کسی اور سے امید مدد رکھتے ہیں

یہ غلامان شہ دیں ہیں حقارت سے نہ دیکھ
تاجداروں سے بلند اپنے یہ قد رکھتے ہیں

میرے آقا کی عطاؤں کا نہیں کوئی جواب
کب روا اپنے سوالی پہ وہ رد رکھتے ہیں؟

عظمت سرور عالم پہ جو ہوتے ہیں نثار
جاوداں خود کو وہی تا بہ ابد رکھتے ہیں

جو سمجھتے نہیں آقائے جہاں کی عظمت
کیسے کہدوں کہ وہ کچھ عقل وخرد رکھتے ہیں

ذہن میں رکھتے ہیں کیسے وہ خیال جنت
دل میں جو سید کونین سے کد رکھتے ہیں

طاق انفاس پہ روشن ہیں درودوں کے چراغ
للہ الحمد کہ سامان لحد رکھتے ہیں

وہ کہاں لاتے ہیں خاطر میں متاع کونین
شاہ کونین سے جو حبِ اشد رکھتے ہیں

صرف اور صرف ٹھکانا ہے جہنم ان کا
آل سرکار سے جو بغض و حسد رکھتے ہیں

نورؔ رہتے ہیں جو ہر وقت ثنا میں مصروف
وہی عقبیٰ کے لیے زاد و رسد رکھتے ہیں

✯

✯

بڑا کھٹکا لگا رہتا تھا دنیا میں قیامت کا
یہاں تو گرم ہے بازار آقا کی شفاعت کا

تڑپتا ہی رہوں کیا میں تمنائے مدینہ میں
خدایا کچھ تو حل نکلے مری دیرینہ حسرت کا

جہاں میں نام ہے روشن نبی کے چار یاروں سے
صداقت کا، عدالت کا، سخاوت کا، شجاعت کا

وہاں سے آنے والوں کی زباں پر ہے یہی کلمہ
مدینہ جسکو کہتے ہیں وہ گہوارہ ہے رحمت کا

فلک کی انجمن ہو یا زمیں کی بزم گاہیں ہوں
کہاں چرچا نہیں ہوتا نبی کی شان وعظمت کا

زمانے بھر کی دولت ہیچ ہے اسکی نگاہوں میں
خزانہ جسکو حاصل ہو گیا انکی محبت کا

زمیں کے ذرے ذرے سے صدائے مرحبا آئی
چراغاں آسماں پر بھی رہا جشن ولادت کا

مرادیں سب کو ملتی ہیں مرے سرکار کے در سے
لگا رہتا ہے اک میلہ ہمیشہ اہل حاجت کا

ولائے مصطفیٰ کا چاند چرخ دل پہ روشن ہے
مجھے اندیشہ کیا ہو تیرہ و تاریک تربت کا

ہوئی ہے آشنا جسکی جبیں خاک مدینہ سے
ثریا سے بھی اونچا ہے ستارا اسکی قسمت کا

فضائے ہر دو عالم اس کی خوشبو سے معطر ہے
مہکتا پھول ہے آقا ہمارا باغ قدرت کا

پڑھی ہے جب سے سیرت سرور کونین کی میں نے
تصور بھی نہیں باقی مرے دل میں کدورت کا

نظر کی راہ سے ہوکر گزر جائیں کبھی آقا
لئے بیٹھا ہے ارماں نورؔ بھی دل میں زیارت کا

حمد و ثنا سے پہلے زباں پاک کیجیے
بعد اسکے ذکر صاحب لولاک کیجیے

دل میں چھپا کے جذبۂ عشق رسول پاک
جان و جگر کو اپنے طربناک کیجیے

مشغول ہو زبان درود و سلام میں
یوں دستیاب روح کی خوراک کیجیے

یادوں کا اپنی دے کے اجالا مرے حضور
سینے سے ظلمتوں کا جگر چاک کیجیے

کیجے بیاں جو گنبد خضریٰ کی رفعتیں
پھر کیا بیان رفعت افلاک کیجیے

ہوجسکی ٹھوکروں میں جہاں بھر کی سروری
اسکا خیال بستر و پوشاک کیجیے

عشاق مصطفےٰ کے سدا چومیے قدم
انکے عدو پہ رخ کو غضبناک کیجیے

لکھ دیجیے کفن پہ غلام رسول پاک
پھر اس کے بعد مجھ کو تہ خاک کیجیے

جو بحر معرفت کی سکھا دے شناوری
آقا عطا مجھے بھی وہ تیراک کیجیے

آؤں حریم ناز میں جب چاہوں میں حضور
ایسے عروج پر مرا ادراک کیجیے

صد شکر نوؔر ہم ہیں فقیر در رسول
کیا خاک طمع دولت و املاک کیجیے

جلوۂ حق سے ہے پُر نور تمہاری چوکھٹ
یوں ہے رشک جبل طور تمہاری چوکھٹ

جمع رہتے ہیں یہاں جن و ملائک انساں
دونوں عالم میں ہے مشہور تمہاری چوکھٹ

کیف آ گیں کئے رہتی ہے مشام جاں کو
بوئے جنت سے ہے معمور تمہاری چوکھٹ

میں کہیں بھی رہوں اے سرور عالم لیکن
آنکھ سے ہوتی نہیں دور تمہاری چوکھٹ

کوئی دیوانہ کہے یا کہے مجنوں مجھ کو
چومے جاؤں گا بدستور تمہاری چوکھٹ

وقت نے جس کو کبھی ہنسنے کا موقع نہ دیا
اس کو بھی کرتی ہے مسرور تمہاری چوکھٹ

وہ یقیناً مرے آقا ہے تمہارا دشمن
جس کی آنکھوں سے ہے مستور تمہاری چوکھٹ

مسئلے کیسے بھی ہوں خلق خدا کوئی بھی ہو
ہر اعانت میں ہے بھرپور تمہاری چوکھٹ

کچھ بھی مانگے کوئی اک لمحے میں مل جاتا ہے
یعنی قدرت کا ہے منشور تمہاری چوکھٹ

کس توجہ کو نہیں ملتا ہے دیکھے سے سکوں
کس نظر کو نہیں منظور تمہاری چوکھٹ

جو اٹھانے کے لیے شور قیامت بھی اٹھے
چھوڑنے والا نہیں نورؔ تمہاری چوکھٹ

✷

✷

کتنا بلند پایہ ہے دربارِ مصطفیٰ
''روح الامیں ہیں غاشیہ بردارِ مصطفیٰ''

دلکش ہیں ، دل پذیر ہیں اطوارِ مصطفیٰ
قرآں کا ترجمان ہے کردارِ مصطفیٰ

جان قمر ہے تابش رخسارِ مصطفیٰ
عنبر فشاں ہیں گیسوئے خمدارِ مصطفیٰ

نکلے سفر کو ، تھم گیا کونین کا نظام
کیا اہتمام ہے پئے دیدارِ مصطفیٰ

مہتاب و آفتاب ، ستاروں کی شکل میں
بکھرے ہیں آسمان پہ انوارِ مصطفیٰ

محشر میں جلوے بندہ نوازی کے دیکھنا
ہر غمزدہ سے ہوگا سروکارِ مصطفیٰ

سر ہی نہیں کہ جس میں نہ ہو خوئے بندگی
دل ہی نہیں کہ جو نہ ہو بیمارِ مصطفیٰ

مجھ کو کسی امیر کی چوکھٹ سے کیا غرض
دل ہے مرا ازل سے گرفتارِ مصطفیٰ

کیوں ان کی وصف خوانی میں رطب اللساں نہ ہو؟
ہے ساری کائنات نمک خوارِ مصطفیٰ

موج ہوا میں ذکر ، سمندر میں تذکرے
سارے جہاں میں گرم ہے بازارِ مصطفیٰ

کیونکر نہ ذکر کیجیے نواب شاہ کا
اے نور! یہ بھی ہیں گل گلزارِ مصطفیٰ

عشقِ محبوبِ خدا جب دل میں پنہاں ہو گیا
ایک اک گوشہ مرے دل کا فروزاں ہو گیا

ان کی یادیں ان کی الفت ان کی رحمت پر نظر
کچھ تو میرے پاس بھی بخشش کا ساماں ہو گیا

عرش کے جلوے نظر آنے لگے ہیں فرش پر
جب سے وہ ماہِ نبوّت جلوہ ساماں ہو گیا

اے شہِ خوبانِ عالم تیرے جلووں کے طفیل
''ذرّہ ذرّہ غیرتِ مہرِ درخشاں ہو گیا''

مجھ سے بے مایہ پہ کچھ ایسا ہوا ان کا کرم
دیکھ کر سارا زمانہ مجھ کو حیراں ہو گیا

حاضری طیبہ کی میرے نام بھی لکھ دی گئی
مجھ سے کافی دور اب جنت کا ارماں ہو گیا

مطلعِ خورشیدِ ایماں ہو گیا سینہ مِرا
جلوہ گر دل میں مِرے وہ جانِ ایماں ہو گیا

نیرِ برجِ رسالت کی کرن جس پر پڑی
آسمانِ رشد کا وہ ماہِ تاباں ہو گیا

المدد یا مصطفیٰ جب کہہ کے میں گھر سے چلا
ان کی رحمت سے مِرا ہر کام آساں ہو گیا

اس کی تربت پر برستی ہیں خدا کی رحمتیں
عظمتِ شاہ مدینہ پر جو قرباں ہو گیا

صرف لکھنا ہے اُسے وصفِ رسولِ ہاشمی
اب قلم سے نورؔ کا یہ عہد و پیماں ہو گیا

✲

✲

نکلی نسیم صبح جو ان کے دیار سے
گلشن تمام لگنے لگے مشک بار سے

جانے لگیں جو قافلے آقا کے شہر کو
پوچھے تو کوئی حال دل بے قرار سے

لب پر نبی نبی ہے تو دل میں نبی نبی
نکلے یہی نفس کے مرے تار تار سے

قبضہ مرے نبی کا ہے کل کائنات پر
باہر نہیں ہے ایک بھی شے اختیار سے

آواز آ رہی تھی صلوٰۃ و سلام کی
شاہد علی ہیں، گزرے وہ جب کوہسار سے

صل علیٰ کا نغمہ ہے ہر موج بحر میں
آئے صدا درود کی ہر آبشار سے

تخلیق بے مثال ہے اخلاق لاجواب
ہیں منفرد وہ خلق میں ہر اعتبار سے

جب بھی غلام ان کا غموں سے ہوا نڈھال
ان کے کرم نے بڑھ کے سنبھالا ہے پیار سے

چاہے جو اپنی گردشِ ایام خیریت
الجھے نہ مصطفیٰ کے کسی جاں نثار سے

دیوانۂ رسول کو کیا فکر حشر ہو
جائے گا وہ وہاں بھی بڑے افتخار سے

جانے نہ پائے ہاتھ سے دامان مصطفیٰ
اے نورؔ یہ دعا کرو پروردگار سے

✵

✵

مجھ کو طیبہ میں بلاؤ تو مری بات بنے
یا مرے خواب میں آؤ تو مری بات بنے

میری آنکھو! جو ندامت کے گہر بن جائیں
ایسے اشکوں سے نہاؤ تو مری بات بنے

اے بہارو! مرے گلزارِ تمنا میں کوئی
پھول مدحت کا کھِلاؤ تو مری بات بنے

تختِ شاہی کی طلب مجھ کو نہیں ہے آقا
اپنے قدموں میں بٹھاؤ تو مری بات بنے

میں نہ پاؤنگا سکوں اور کسی نغمے سے
مجھ کو اک نعت سناؤ تو مری بات بنے

روشنی ہوتی چلی جاتی ہے کم آنکھوں کی
اپنا دربار دِکھاؤ تو مری بات بنے

درد بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اے نورؔ ابتو
خاکِ پا ان کی جو لاؤ تو مری بات بنے

✵

جب گلشن حیات میں سرکار آگئے
مہکی فضا ، شباب پہ گلزار آگئے

نعت رسول پاک کا نغمہ جو چھڑ گیا
وجد و طرب میں ثابت و سیار آگئے

اب دیکھنا یتیموں کے چہروں کی رونقیں
نادار و ناتواں کے طرفدار آگئے

آمد سے ان کی دہر کا نقشہ بدل گیا
تاریکیاں ہیں ختم پہ ، انوار آگئے

سرشاریاں ہیں رقص میں، خوش بختیاں نثار
شہر نبی میں طالب دیدار آگئے

تم کو نبی کے عشق کی باتوں سے کیا غرض
تم بزم نعت پاک میں بے کار آگئے

اے نورؔ ہر کمال ہے جن کے قدم کی دھول
وہ صاحب کمال و خوش اطوار آگئے

حشر کی دھوپ سے بچنے کی یہ صورت ہوگی
سر پہ عاصی کے تنی چادر رحمت ہوگی
جس کے دل میں مرے سرکار کی الفت ہوگی
منتظر اس کی دل و جان سے جنت ہوگی
رشک آئے گا دو عالم کو مری قسمت پر
شہر طیبہ کی میسر جو سکونت ہوگی
آپ کے چہرے سے قدرت ہے نمایاں رب کی
آپ کو دیکھنا پھر کیوں نہ عبادت ہوگی
خواہش دہر! عبث دیکھ رہی ہے تو ادھر
یہ مرا دل ہے ، یہاں ان کی حکومت ہوگی
گمرہی تیرے تعاقب میں نہیں جا سکتی
تیرے ہمراہ جو سرکار کی سیرت ہوگی
للہ الحمد پھر آنے لگا طیبہ کا خیال
پھر مرے دل میں بپا محفل مدحت ہوگی
میرے آقا ہی رہیں میری نظر کا مرکز
روز محشر بھی مرے دل میں یہ حسرت ہوگی
کُھل نہیں سکتا کبھی نورؔ کا در اُس کے لئے
جس کے دل میں مرے آقا سے عداوت ہوگی

دیوار بھی اچھی لگے ، در اچھا لگے ہے
طیبہ میں جدھر دیکھو ادھر اچھا لگے ہے

لا اقسم فرما کے خدا نے یہ بتایا
محبوب کے رہنے سے نگر اچھا لگے ہے

انوار کی بارش ہے فرشتوں کا ہے میلا
سرکار بھی موجود ہیں گھر اچھا لگے ہے

پلکوں کے جھپکتے ہی پہونچ جاتا ہوں طیبہ
مجھ کو مرا اندازِ سفر اچھا لگے ہے

دندانِ شہنشاہ دوعالم کے مقابل
ہیرے نہ جواہر نہ گہر اچھا لگے ہے

پتھر کا جگر موم ہو قدموں کے اثر سے
پتھر کو بھی قدموں کا اثر اچھا لگے ہے

اچھوں پہ تو ہر ایک نظر ہوتی ہے لیکن
مجرم پہ جو فرمائے نظر ، اچھا لگے ہے

سرکار کے جلوے ہیں نگاہوں میں سمائے
سورج نہ ستارے نہ قمر اچھا لگے ہے

سن کر مری نعتوں کو ملک وجد میں بولے
اے نورؔ ترا رنگ ہنر اچھا لگے ہے

گلزار مدینہ سے جسے پیار نہیں ہے
جنت کی بہاروں کا وہ حقدار نہیں ہے

عالم میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں آقا
اس بات سے دشمن کو بھی انکار نہیں ہے

کھل سکتے نہیں اس سے کبھی رمز حقائق
میخانۂ طیبہ کا جو میخوار نہیں ہے

اعمال کے سکّے نہیں ، کام آئے گی نسبت
یہ حشر کا میدان ہے بازار نہیں ہے

در چھوڑ کے میں آپ کا جاؤں کہاں آقا
جز آپ کے میرا کوئی غمخوار نہیں ہے

کونین کے مالک ہیں چٹائی ہے بچھونا
سرکار کے جیسی کوئی سرکار نہیں ہے

وہ خالق عالم سے بھی کچھ پا نہیں سکتا
جو قاسم نعمت سے طلبگار نہیں ہے

جو صاحب لولاک کی عظمت کا ہے منکر
اے نورؔ مجھے اس سے سروکار نہیں ہے

✲

کوئے یثرب کو مسیحا کہہ دیا تو ہو گیا
میرے آقا نے مدینہ کہہ دیا تو ہو گیا

حکم سورج کو دیا تو وہ بھی آیا لوٹ کر
چاند! دو ٹکڑے تو ہوجا ، کہہ دیا تو ہو گیا

مصطفیٰ تو مصطفیٰ ہیں آپکے منگتوں نے بھی
گنبد بے در میں رستہ کہہ دیا تو ہو گیا

میرے آقا آپ کا فرمان کیا فرمان ہے
آپ نے کعبے کو قبلہ کہہ دیا تو ہو گیا

جس کے لب پر مصطفیٰ کا ذکر ہے شام وسحر
اس نے طوفاں کو سفینہ کہہ دیا تو ہو گیا

جس کی جانب کوئی چشم التفات اٹھتی نہ تھی
شاہ دیں نے اسکو اپنا کہہ دیا تو ہو گیا

مصطفیٰ کی گفتگو میں نورؔ اتنا ہے اثر
آپ نے قطرے کو دریا کہہ دیا تو ہو گیا

✲

✲

جس گھڑی جلوہ فگن شاہِ رسولاں ہوگا
ذرہ ذرہ مرے گھر کا مہِ تاباں ہوگا

مائل لطف جو میرا مہ کنعاں ہوگا
رشک صد مصر مرے دل کا بیاباں ہوگا

پیرہن پائے گا خاکِ رہِ سرکار کا جب
میری قسمت کا ستارہ بھی درخشاں ہوگا

اک جھلک ملنے تو دو کوئے شہ بطحا کی
دل ہی رہ جائے گا سینے میں نہ ارماں ہوگا

میرا پیغام تمنا بھی صبا پہنچا دے
ایک مہجور پہ تیرا بڑا احساں ہوگا

جس گھڑی آ کے سنوارے گی نسیم طیبہ
دل کا ویرانہ بھی صد رشکِ گلستاں ہوگا

پھر مجھے یاد مدینے کی بہت آنے لگی
دیکھنا پھر سے مرا چاک گریباں ہوگا

سیرت سرور عالم کو بنالے جو شعار
میرا دعویٰ ہے وہ ہرگز نہ پریشاں ہوگا

تیرا سرمایۂ ایماں نہ لٹے گا ہرگز
عشق سرکار دو عالم جو نگہباں ہوگا

جس کے اطراف میں اے نورؔ اجالے ہیں بہت
عشق سرکار سے وہ سینہ فروزاں ہوگا

✵

موسم ابر کو مہرباں کیجئے
جذبۂ عشق اُن کا جواں کیجئے
اُن کی شاخ توجہ پہ ہے آشیاں
کس لئے خوف برق تپاں کیجئے

✵

ناز کعبہ ہیں، فخر قبلہ ہیں
آپ ارفع ہیں آپ اعلیٰ ہیں

آج محسوس ہو رہا ہے مجھے
میرے سرکار جلوہ فرما ہیں

نقش پائے رسول کے آگے
ماہ و انجم کی تابشیں کیا ہیں؟

ابر لطف نبی سے ہوں سیراب
جس قدر تشنگی کے صحرا ہیں

یہ جبین ازل پہ ہے مرقوم
بزم کن میں حضور یکتا ہیں

جتنے ذرے ہیں شہر طیبہ کے
عظمتوں کا سب استعارہ ہیں

زخم غم کی مجھے نہیں پروا
سرور دیں مرے مسیحا ہیں

میرے والی ہیں تاجدار نجف
میرے حامی شہ مدینہ ہیں

غیر کی بات میں نہیں کرتا
میرے آقا مرا بھروسہ ہیں

میری ہستی کا ہیں وہ دار و مدار
وہ مرا دین میری دنیا ہیں

نور کہتا ہوں اس لیے نعتیں
میری بخشش کا یہ ذریعہ ہیں

مناقب

قصر طاغوت میں اک زلزلہ آیا ہوگا
جب علی نے درِ خیبر کو اکھاڑا ہوگا

زور باطل تو وہیں ٹوٹ کے بکھرا ہوگا
زور حق جس گھڑی حیدر نے دکھایا ہوگا

ہے علی کے لیے ارشادِ رسولِ برحق
جس کا مولا ہوں میں اس کا علی مولا ہوگا

پائی مسجد میں شہادت تو حرم ہے مولد
کون اب ان کی طرح دوسرا پیدا ہوگا ؟

بر سر بزم لبوں پر ہے "سلونی" رقصاں
آپ ہی سوچیے علم علی کیسا ہوگا

گردش وقت نے دم توڑ دیا ہوگا وہیں
جب کسی نے شہ مرداں کو پکارا ہوگا

قاسم دوزخ و جنت ہیں علی یاد رہے
حوض کوثر پہ بھی حیدر کا اجارا ہوگا

سچے مومن کی ہے پہچان علی کی الفت
ہے منافق وہی دشمن جو علی کا ہوگا

کتنی محبوب رہی ہوگی نبی کی تعظیم
یونہی حیدر نے کہاں عصر کو چھوڑا ہوگا

آئنہ ذات نبی کا ہیں شہنشاہ نجف
جس نے دیکھا انہیں ، سرکار کو دیکھا ہوگا

فتح ونصرت نے قدم نورؔ کے چومے ہوں گے
جس گھڑی حیدر کرار نے چاہا ہوگا

✵

مولائے کائنات ہو مشکل کشا ہو تم
کیا شان ہے تمہاری شہ اولیاء ہو تم

تم سے فروغ پاتے ہیں عرفان و آگہی
اسرار ہست و بود سے بھی آشنا ہو تم

ہوتے ہیں ختم تم پہ طریقت کے سلسلے
یعنی کہ مبتدا ہیں سبھی منتہٰی ہو تم

ہر بزم گاہ دیں میں حلیم و متین ہو
ہر رزم گاہ کفر میں شیر خدا ہو تم

دست سوال ''وا'' ہیں تمہارے حضور میں
دستِ خدائے پاک ہو دستِ عطا ہو تم

ہو منہدم ہمارے مصائب کا یہ حصار
تم سے بعید کیا ہے کہ خیبر کشا ہو تم

طوفان اضطراب ہے آمادۂ ضرر
کشتی لگا دو پار مرے ناخدا ہو تم

وہ کون سا ہے علم جو تم سے چھپا رہے
جب باب شہر علم رسول خدا ہو تم

آئینہ جمال الٰہی تمہاری ذات
حسن شہ انام کا بھی آئنہ ہو تم

سرشار ہو رہی ہے مری چشم آرزو
بزم تصورات میں جلوہ نما ہو تم

بہر حسین نورؔ کی جانب بھی ہو نظر
اس طالب کرم کا فقط آسرا ہو تم

✵

لب پر رہے یہی ہمہ دم یا علی مدد
ہو جائیں دور رنج و الم یا علی مدد

للہ اپنے لطف و کرم سے نواز دو
جیسے بھی ہیں تمہارے ہیں ہم یا علی مدد

پھر زندگی کی راہ میں ہیں پیچ وخم بہت
پھر لڑکھڑائے میرے قدم یا علی مدد

غم ہائے روزگار و حوادث کے سلسلے
میرے خلاف پھر ہیں بہم یا علی مدد

مایوسیاں ہیں سایہ فگن غم ہیں خیمہ زن
گھیرے ہوئے ہیں رنج و الم یا علی مدد

ثابت قدم رہوں میں صداقت کی راہ میں
پیچھے ہٹیں نہ میرے قدم یا علی مدد

مسدود ہو کے رہتی ہے ناکامیوں کی راہ
کہتے ہیں جب خلوص سے ہم یا علی مدد

نام علی سے صرف زباں آشنا نہیں
دل پر بھی ہے ہمارے رقم یا علی مدد

ہے سامنے ہمارے بھی خیبر سا معرکہ
تم کو ہے مصطفےٰ کی قسم یا علی مدد

آنکھیں دکھا رہا ہے ہمیں وقت کا یزید
اے تاجدار سیف و علم یا علی مدد

حمد خدا ہو ، نعت نبی ہو کہ منقبت
رکنے نہ پائے میرا قلم یا علی مدد

دل نوؔر کا ہو مسکن عرفان و آگہی
اے بابِ شہر علم و حکم یا علی مدد

✵

جس کے سینے میں غمِ شاہِ شہیداں ہوگا
اس کی بخشش کا یہی حشر میں ساماں ہوگا

آل سرکار سے ہے تجھ کو اگر بغض و عناد
پھر تو ہرگز نہ مکمل ترا ایماں ہوگا

جس کو زہرا کے جگر پاروں سے الفت ہوگی
میرا ایماں ہے وہی شخص مسلماں ہوگا

ڈھائے جو ظلم و ستم سرورِ دیں کے گھر پر
سوچیے ! کیا وہ سیہ بخت بھی انساں ہوگا

جس کے گھر کے سوا قرآن نہ اترا ہو کہیں
کون پھر اس کے سوا وارثِ قرآں ہوگا

جس کی خاطر کیا سرکار نے سجدوں کو دراز
چرخِ عظمت کا نہ کیوں وہ مہِ تاباں ہوگا

نامِ شبیر بنالے تو وظیفہ اپنا
یہ وظیفہ ترے ہر درد کا درماں ہوگا

کہہ کے یا حضرتِ شبیر جو گھر سے نکلے
مرحلہ کیسا بھی دشوار ہو آساں ہوگا

اے حسین ابن علی تیری عزیمت کو سلام
دیکھ کر صبر ترا ظلم بھی حیراں ہوگا

کس کو معلوم تھا یہ دوشِ پیمبر کا سوار
ایک دن کشورِ ایثار کا سلطاں ہوگا

شکر کر نورؔ کہ دل تیرا فدا ہے اس پر
کل قیامت میں جو فردوس بداماں ہوگا

✵

غم حسین میں دامن بھگائے جاتے ہیں
ہمیشہ خون کے آنسو بہائے جاتے ہیں

بجھا بجھا کے وہ خود اپنی زندگی کے دیے
چراغ حق و صداقت جلائے جاتے ہیں

یہی ہے رسم محبت ازل سے تا امروز
جو حق پرست ہیں وہ آزمائے جاتے ہیں

نہ داغ آئے شریعت کے پاک دامن پر
اسی لیے وہ لہو میں نہائے جاتے ہیں

نہ دیکھی جائے گی اسلام تیری رسوائی
یہ کہہ کے اپنا وہ سب کچھ لٹائے جاتے ہیں

حسین ہیں اسی گھر کے چراغ جس گھر کے
مکین سدرہ بھی درباں بنائے جاتے ہیں

زمانہ دیکھ کے حیراں ہے اسکی عظمت کو
رسول دوش پہ جسکو بٹھائے جاتے ہیں

حسین مجھ سے ہیں میں ہوں حسین سے کہہ کر
رسول انکی فضیلت بتائے جاتے ہیں

عجب تو یہ ہے جو امن واماں کے ہیں ضامن
ہزاروں ظلم وستم ان پہ ڈھائے جاتے ہیں

تم انکا ذکر کرو ہم بھی اپنی پلکوں پر
انھیں کی یاد کے موتی سجائے جاتے ہیں

یزید نام کا اک بچہ بھی نہ پاؤگے
مگر حسین تو گھر گھر میں پائے جاتے ہیں

اٹھا کے ہاتھ میں عزم حسین کا پرچم
"حسین والے زمانے میں چھائے جاتے ہیں"

یہ نورؔ انکا کلیجہ تھا ظلم سہہ سہہ کر
غموں کے سیل میں بھی مسکرائے جاتے ہیں

اس ادا سے تاجدار کربلا سجدے میں ہے
ہو بہو جیسے حبیب کبریا سجدے میں ہے

تیرے نیزے اور تلواریں نہ پھیریں گی اسے
اے ستم پیشہ عبادت آشنا سجدے میں ہے

آسماں حیرت زدہ ہے اس نماز عشق پر
پشت پر حسنین ہیں شاہِ ہدیٰ سجدے میں ہے

کربلا کی ریت پر ایسا گل وَانحر کھلا
جس کے آگے ہر چمن زار رضا سجدے میں ہے

ہو رہی ہے فکر عالم ایسے سجدے پر نثار
بے وفاؤں کے علاقے میں وفا سجدے میں ہے

اس لیے اپنے ہی بحر خوں میں غوطہ زن ہوئے
جانتے تھے وہ کہ دُرِ بے بہا سجدے میں ہے

روک پائیں کیا اسے ظلم و جفا کی آندھیاں
دیکھ وَاسجدُ و اقترب کا آئینہ سجدے میں ہے

جان دیکر بھی حفاظت میں نہیں رکھا دریغ
کربلا والوں کو تھا معلوم کیا سجدے میں ہے

کہہ رہا ہے آخری سجدہ حسین پاک کا
در حقیقت بندگی کی ارتقا سجدے میں ہے

کربلا میں کس چمن کے پھول ہیں بکھرے ہوئے
جنت الفردوس کی ساری فضا سجدے میں ہے

ریت کی چادر ہے اور ہیں خون کی گل کاریاں
کس مصلّے پر شہہ کرب و بلا سجدے میں ہے

کر دیا ثابت مرے شبیر کی ترجیح نے
دولت دارین سے بھی کچھ سوا سجدے میں ہے

سجدۂ ابن علی کا جب سے آیا ہے خیال
نورؔ میری فکر کا ہر زاویہ سجدے میں ہے

ملی جب سے غلامی حضرت شبیر کے در کی
چھڑی ہے قدسیوں میں گفتگو میرے مقدر کی

اٹھے طوفان غم یا آندھیاں آلام کی آئیں
رہے شمع محبت دل میں روشن ابن حیدر کی

جو دشت کربلا میں خون کی بوندوں نے لکھی ہیں
کبھی وہ مٹ نہیں سکتیں لکیریں ہیں وہ پتھر کی

لہو تازہ ٹپکتا ہے ابھی تک زخم باطل سے
یہی تو کاٹ ہے صبر و رضا کے تیز خنجر کی

جوابِ ہر ستم دینا حسینِ کربلا جیسا
تمہیں ایمان والو ہے قسم نیزہ چڑھے سر کی

تہی دامن لیے اسلام نے حسرت سے جب دیکھا
لٹا دی ابن حیدر نے کمائی زندگی بھر کی

کبھی سوچا بھی ہے انکی حفاظت کیسے ہو پائی
صدائیں سن رہے ہیں آپ جو اللہ اکبر کی

علی کے لاڈلوں کی پیاس ہی کچھ اور تھی ورنہ
زمین کربلا سے پھوٹ پڑتی نہر کوثر کی

شہ کونین کا بیٹا بھلا دنیا کو چاہے گا ؟
اڑانے والے تو یونہی اڑا دیتے ہیں بے پر کی

نکھر کر روپ اسکا جو ہوا جاذب نظر اتنا
یہ سرخی چہرۂ اسلام پر ہے خونِ اصغر کی

کفالت مصطفیٰ کی طائر سدرہ کی دربانی
زہے یہ شان وشوکت فاطمہ زہرا ترے گھر کی

زہے قسمت ہمیں حاصل پناہِ آل زہرا ہے
نہ ہمکو فکر دنیا کی نہ ہمکو فکر محشر کی

قلم ہے نورؔ کا اوصاف بھی ہیں نور والوں کے
عقیدت چاہتی ہے روشنائی ماہ و اختر کی

حسین کہیے جنہیں مصطفیٰ کے سائے ہیں
یہ وہ ہیں جن کے سب انداز رب کو بھائے ہیں

انھیں کے واسطے آئے ہیں خلد سے میوے
انہیں کے واسطے جبریل جوڑے لائے ہیں

انھیں کے کاندے پہ دین خدا کا ہوگا علم
وہ جن کو دوش پہ اپنے نبی بٹھائے ہیں

حسین روح عبادت حسین جان حیات
سراپا عکس پیمبر وہ بن کے آئے ہیں

نظر کے سامنے اصغر سا پھول مرجھایا
حسین ایسے بھی عالم میں مسکرائے ہیں

زمانہ ان کی کہاں پیش کر سکے گا مثال
یہ اپنے آپ میں اپنی مثال لائے ہیں

ارے یہ کس کو ستاتے ہو ظالمو! سوچو
یہ کس کے لخت جگر ہیں یہ کس کے جائے ہیں

مٹے گی ان کی محبت نہ جسم مٹنے سے
مرے حسین مری روح میں سمائے ہیں

غم حسین میں سینہ زمیں کا چاک ہوا
فلک نے خون کے آنسو اگر بہائے ہیں

حسین پاک کی عظمت کے جو بھی ہیں منکر
سمجھ لو خوب وہ اپنے نہیں پرائے ہیں

انہیں کا نام زمانے میں آج ہے روشن
نبی کی آل سے جو رابطہ بنائے ہیں

کسی کا اور کہاں نورؔ ہونے والا ہے
دل و دماغ پہ اس کے حسین چھائے ہیں

زمانہ ہم سے نگاہیں ملا نہیں سکتا
حسینیوں کو کوئی بھی ڈرا نہیں سکتا

کٹا کے سر مرے شبیر نے کیا اعلان
کوئی چراغ صداقت بجھا نہیں سکتا

حسین ہم تری زلفوں کے سائبان میں ہیں
ہمارا حوصلہ کوئی گھٹا نہیں سکتا

غم حسین کی دولت نہیں ہے جس کے پاس
مزا حیات کا وہ شخص پا نہیں سکتا

مرے حسین سے نسبت ہے جس کو اے دنیا
ترے فریب کے دامن میں جا نہیں سکتا

علی کے نور نظر کا یہاں ٹھکانا ہے
ہمارے دل میں کوئی اور آ نہیں سکتا

مرے حسین کے ایثار و استقامت کی
جہاں میں کوئی بھی تمثیل لا نہیں سکتا

حسین پاک کے لشکر کا جو سپاہی ہے
کسی کے سامنے وہ سر جھکا نہیں سکتا

رسول پاک کی بیٹی ہے پاسباں اسکی
حسینیت کو زمانہ مٹا نہیں سکتا

کھنچا ہوا مرے اطراف ہے حصار حسین
کوئی یزید مرے پاس آ نہیں سکتا

مرے حسین سے الفت نہیں جسے اے نورؔ
قسم خدا کی وہ جنت میں جا نہیں سکتا

غم حسین میں جو دن گزارتے ہوں گے
وہ اپنے دل کا مقدر سنوارتے ہوں گے

تمہارے در کی غلامی ہے جن کی قسمت میں
وہ تاج وتخت کو ٹھوکر پہ مارتے ہوں گے

جہاں جہاں بھی زمانے میں ہیں خدا والے
مرے حسین پہ جانیں نثارتے ہوں گے

جو پاتے ہوں گے علی والے کربلا تجھ کو
ترا غبار پلک سے بہارتے ہوں گے

جو تشنگان محبت ہیں ان کی چوکھٹ پر
ضرور دامن دل کو پسارتے ہوں گے

مرے حسین کے دنیا میں جو بھی شیدا ہیں
بروز حشر بھی ان کو ان کو پکارتے ہوں گے

اتر کے نورؔ زمیں پر تمام اہل فلک
مرے حسین کا صدقہ اتارتے ہوں گے

غلامی سید بغداد کی جس نے بھی پائی ہے
شہہ کونین کی دہلیز تک اسکی رسائی ہے

علی کے لعل ہیں اور فاطمہ کی آنکھ کے تارے
وجود غوث اعظم عکس ذات مصطفائی ہے

سہارا بے سہاروں کا وہ آخر کیوں نہ بن جائیں
ملی غوث الوری کو ارث میں مشکل کشائی ہے

کہا جس وقت قدمی ھذہ سرکار جیلاں نے
ہزاروں گردنیں خم تھیں یہی غوث الورائی ہے

مریدی لا تخف اللہ ربی کی بشارت دی
مرے جیسے ہزاروں مجرموں کی تو بن آئی ہے

فقط ہم ہی نہیں غوث الوریٰ کے آستانے پر
عقیدت کی جبیں اللہ والوں نے جھکائی ہے

صداقت ہو، عدالت ہو، سخاوت ہو، شجاعت ہو
صفت اصحاب پیغمبر کی ہم نے ان میں پائی ہے

شرافت ہو، نجابت ہو، سیادت ہو، کرامت ہو
کوئی عظمت ہو لوگوں تک انہیں کے گھر سے آئی ہے

نہیں ممکن کہ ہٹ جائے کبھی وہ جادۂ حق سے
شہہ جیلاں کی جس انساں کو حاصل رہنمائی ہے

گھڑی ہے سخت مشکل کی ، مدد کو آیئے آقا
دہائی ہے دہائی ہے شہہ جیلاں دہائی ہے

عجب کیا نورؔ پر بھی بارش الطاف ہو جائے
شہہ بغداد نے بگڑی ہزاروں کی بنائی ہے

ہر مراد منھ مانگی بالیقیں وہ پائیں گے
جو بھی میرے خواجہ کے در سے لو لگائیں گے

غور سے وہ سنتے ہیں اور کام آتے ہیں
داستانِ رنج و غم ہم انہیں سنائیں گے

ہوگا خوشنما منظر اس اجاڑ بستی کا
میرے دل کی نگری کو آپ جب بسائیں گے

دامنِ نظر اپنا خوب بھر کے لوٹوں گا
صدقۂ جمال اپنا آپ جب لٹائیں گے

مرجع خلائق ہے آستانۂ خواجہ
کل جہاں کے باشندے دیکھنے میں آئیں گے

واہ کیا تصرف ہے واہ کیا عنایت ہے
خود تو بانٹتے ہی ہیں، رب سے بھی دلائیں گے

اس قدر سکوں پایا ، اسقدر ملی راحت
چھوڑ کر تمہارا در ہم کہیں نہ جائیں گے

کیوں کسی کے ٹکڑوں سے آشنا کریں منھ کو
آپ ہی کا کھاتے ہیں آپ ہی کا کھائیں گے

آپکے فضائل تو بے کراں سمندر ہیں
ذہن تنگ میداں میں وہ کہاں سمائیں گے

جانتے ہیں یہ سودا حیثیت سے بڑھ کر ہے
پھر بھی کیا رخ روشن ہم بھی دیکھ پائیں گے

غم کی دھوپ ہو سر پر یا خوشی کے سائے ہوں
ہم تمہاری الفت کے گیت یوں ہی گائیں گے

کٹ ہی جائیگا رستہ زندگی کے صحرا کا
جب تمھاری یادوں کو ہمسفر بنائیں گے

بحر زندگانی میں ہر طرف تلاطم ہیں
اب تو نورؔ کا بیڑا آپ ہی بچائیں گے

٭

٭

معرفت کے باب کا عنوان ہیں نواب شاہ
سالک و مجذوب کی پہچان ہیں نواب شاہ

عارفوں کی بزم کی اک شان ہیں نواب شاہ
عاشقوں کا دین اور ایمان ہیں نواب شاہ

واقف اسرار ھو ہیں آشنائے رمزِ حق
کشورِ لاھوت کے سلطان ہیں نواب شاہ

زندگی کا لمحہ لمحہ پرتو خلق عظیم
سنت سرکار کا عرفان ہیں نواب شاہ

اے امانت دارِ فضل اہل بیت مصطفٰے
علم و حکمت آپ پر قربان ہیں نواب شاہ

دیکھ کر بخشش پہ بخشش دیکھ کر لطف و کرم
اہل عالم آج بھی حیران ہیں نواب شاہ

صرف اپنوں پر نہیں ہے بارشِ لطف و کرم
غیر پر بھی آپکے احسان ہیں نواب شاہ

انکے در کی بھیک سے ہوتی ہے کتنوں کی گزر
دہر میں اک مرکز فیضان ہیں نواب شاہ

ان سے ہٹ کر میری ہستی کا کوئی مطلب نہیں
میرے قلب و روح میری جان ہیں نواب شاہ

وقت کی سرکش ہوائیں بھی ہلا سکتی نہیں
صبر و استقلال کا ایوان ہیں نواب شاہ

اب کسی پہچان کی کوئی ضرورت ہی نہیں
دوجہاں میں نورؔ کی پہچان ہیں نواب شاہ

✲

✲

نواب شاہ ! آپ کا اعلیٰ مقام ہے
اک میں ہی کیا یہ سارا زمانہ غلام ہے

نواب شاہ ! آپ تو اسکا قرار ہیں
ہاتھوں میں جس کے دونوں جہاں کا نظام ہے

چوکھٹ پہ لا کے رکھنا مرا کام تھا ، کیا
شاداب کرنا دل کو مرے تیرا کام ہے

نواب شاہ ! دیکھا ہے میں نے یہ بارہا
منگتا تمہارے در کا بڑا شادکام ہے

جب سے ہے ذکر تیرا مرا شیوۂ حیات
خلق خدا میں میرا بڑا احترام ہے

آیا ہے جو بھی بھر کے گیا دامن مراد
کیا تیرے پاس دولت خیرالانام ہے

آسیب اک نگاہ بھی دیکھے مجال کیا
دہلیز کی جبیں پہ رقم تیرا نام ہے

بکھری ہے چاندنی یہاں شہر رسول کی
ہمرنگ صبح نو ترے کوچے کی شام ہے

ہے خانقاہ عشق میں مسند تری بچھی
تو مسجد خلوص و وفا کا امام ہے

میخانۂ سلوک کا پیر مغاں ہے تو
ہاتھوں میں سب کے تیری عنایت کا جام ہے

تیری نگاہ کا ہو اشارہ جسے نصیب
اس پر خدا گواہ جہنم حرام ہے

وہ مسکرا رہے ہیں مری سمت دیکھ کر
اب تو غم و الم کا مرے اختتام ہے

رکھنا ہمیشہ اسکو کرم کی نگاہ میں
یہ نورؔ تیرا بندہ ہے ،تیرا غلام ہے

تاجدارِ بزمِ عرفاں مرشدی نواب شاہ
پرتو محبوبِ یزداں مرشدی نواب شاہ

بہہ نہ جائے اشک کے سیلاب میں میرا وجود
کب مٹے گا داغِ ہجراں مرشدی نواب شاہ

دل کی دنیائیں ہیں روشن جسکی آب وتاب سے
ہیں وہ خورشید درخشاں مرشدی نواب شاہ

دور کر دو آج شامِ غم کی تاریکی تمام
ہو مرا دل صبحِ رخشاں مرشدی نواب شاہ

عاشقوں کے واسطے تو جنت الفردوس ہے
آپ کا صحن گلستاں مرشدی نواب شاہ

ڈھونڈ کر ثانی نہ لا پائی تمہارا آج تک
تھک چکی ہے چشمِ دوراں مرشدی نواب شاہ

کچھ ضرورت ہی نہیں باقی بیانِ حال کی
آپ پر ہے سب نمایاں مرشدی نواب شاہ

آپکی نسبت ہے مجھ کو باعث صد افتخار
اے فروغ دین و ایماں مرشدی نواب شاہ

اے امام العارفیں اے واقفِ سرِ نہاں
آپ ہیں ہر دل کا ارماں مرشدی نواب شاہ

اپنے دامن میں چھپا لینا مجھے بھی حشر میں
کچھ نہیں بخشش کا ساماں مرشدی نواب شاہ

نورؔ کو بھی دولت صبر و رضا کر دو عطا
ہے سخاوت تم پہ نازاں مرشدی نواب شاہ

تو قرار جان بتول ہے تری ذات جلوۂ حیدری
ترا عشق عشق حسین ہے تری ہر ادا میں ہے دلبری

ترا نام آل رسول ہے تو علی کے باغ کا پھول ہے
ترا رنگ قادری رنگ ہے تری خوشبو خوشبوئے سنجری

تو غریق ذات قدیم ہے تو کریم ابن کریم ہے
تری شان کتنی عظیم ہے ملا خاندان پیمبری

تری ابتدا تری انتہا کا پتہ کوئی نہ لگا سکا
ملی بحر وحدت و معرفت کی ہے شاہ تجھ کو شناوری

تو سخاوتوں کا ہے آسماں ہے چہار سو تری داستاں
تری ٹھوکروں میں ہے سروری ترے در کو چومے سکندری

تو چراغ محفل عاشقاں تو امام مسجد عارفاں
تو وہ مست جام الست ہے ملی جسکو شان قلندری

تری درسگاہ خلوص میں تری بارگاہ نیاز میں
شب و روز دیتے ہیں حاضری جو ہیں علم وفضل کے عبقری

ترے مرتبے کی بلندیاں جنھیں چھو سکے نہ مرا گماں
مرے حق میں یہ بڑا جرم ہے جو کروں میں تیری برابری

ترے شیخ شاہ حسن میاں جو ہیں قبلۂ دل خاصگاں
دی نگاہ فیض عزیز نے تجھے راہ شوق کی رہبری

ترے آستاں کا وہ رنگ ہے جسے عقل دیکھ کے دنگ ہے
ترے در کی جو کرے چاکری وہی بانٹتا ہے تونگری

وہ بڑا امیر و کبیر ہے جو اس آستاں کا فقیر ہے
مجھے ناز ہے کہ ملی مجھے ترے آستاں کی مجاوری

مری زندگی کو سجا دیا میں تھا خاک سونا بنا دیا
میں نثار تیری نگاہ پر جسے حق نے بخشی ہے زرگری

گل باغِ عزتِ بے بہا اسے بخش دے اسے کر عطا
ترا نورؔ تیرے حضور ہے بہ ہزار شوقِ گداگری

✲

✲

رہبر راہ ہدایت، حضرت نواب شاہ
افتخارِ دین و ملت حضرت نواب شاہ

منبع جود و سخاوت حضرت نواب شاہ
مصدرِ لطف و عنایت حضرت نواب شاہ

رونق بزم ولایت حضرت نواب شاہ
واقف اسرارِ وحدت حضرت نواب شاہ

انبیا کی اس وراثت کا انہیں کہئے امیں
پاس دار وعلم و حکمت حضرت نواب شاہ

دامن صبر و رضا چھوٹے نہ میرے ہاتھ سے
بخش دو وہ استقامت حضرت نواب شا ہ

آپکی چشم عنایت سے ہوا ہوں با کمال
آپ سے ہے میری شہرت حضرت نواب شاہ

آپ کے در کے غلاموں میں گنا جاتا ہوں میں
مجھ کو ہے کافی یہ نسبت حضرت نواب شاہ

زندگی نے آپ کی ہم پر منور کی بہت
زندگی کی قدر و قیمت حضرت نواب شاہ

قید و بند حشر سے رخصت کی دستاویز ہے
آپ کی قید و حراست حضرت نواب شاہ

آکے بالیں پر دکھا دینا خدا کے واسطے
روئے انور وقت رحلت حضرت نواب شاہ

نورؔ کو عزت ملی ، شہرت ملی ، دولت ملی
ہاں تمہاری ہی بدولت حضرت نواب شاہ

مظہر حسنِ یقیں ہیں سیدی نواب شاہ
جلوۂ نور مبیں ہیں سیدی نواب شاہ

عقل کی فطرت میں شامل ہی نہیں ہے فیصلہ
دل یہ کہتا ہے یہیں ہیں سیدی نواب شاہ

معتقد ہونا پڑا مجھ کو نگاہ شوق کا
جس جگہ دیکھا وہیں ہیں سیدی نواب شاہ

ہو گئیں خیرہ نگاہیں دیکھ کر حسن و جمال
چاند تاروں سے حسیں ہیں سیدی نواب شاہ

مطمئن ہے منزلوں سے آپ کا اک اک غلام
رہبر دنیا و دیں ہیں سیدی نواب شاہ

اب بہکنے اور بھٹکنے کا نہیں اٹھتا سوال
ہم سے غافل تو نہیں ہیں سیدی نواب شاہ

جسکو جو چاہیں عطا کرتے ہیں دست فیض سے
رحمت حق سے قریں ہیں سیدی نواب شاہ

گو ہر مقصود سے بھرتے ہیں سب کی جھولیاں
غم کے ماروں کے معیں ہیں سیدی نواب شاہ

انکے در پر ہی جبین شوق جھکتی ہے مری
میرا ایمان و یقیں ہیں سیدی نواب شاہ

جس کو دیکھو کہہ رہا ہے وہ زبانِ حال سے
ہاں امام العارفیں ہیں سیدی نواب شاہ

بقعۂ انوار ہے اے نورؔ یوں میرا وجود
چشم و دل میں جاگزیں ہیں سیدی نواب شاہ

جب رخ پاک سے پردہ وہ ہٹا دیتے ہیں
بزم احساس کو جلوؤں سے سجا دیتے ہیں

سر جو اس در پہ عقیدت سے جھکا دیتے ہیں
میرے مرشد انہیں ذیشان بنا دیتے ہیں

شاہ نواب کو احوال سنا کر دیکھو
کام بگڑے ہوئے جتنے ہیں بنا دیتے ہیں

غنچۂ دل مرا اک آن میں کھل جاتا ہے
اپنے دامن کی وہ جب ٹھنڈی ہوا دیتے ہیں

میرے نواب کی یہ شان کریمی دیکھو
سائلوں کو وہ طلب سے بھی سوا دیتے ہیں

پوچھتے کیا ہو مرے پیر کا رتبہ مجھ سے
رب کے جلوؤں کا وہ دیدار کرا دیتے ہیں

ہر گھڑی لیتے ہیں وہ اپنے غلاموں کی خبر
کون کہتا ہے کہ وہ ہم کو بھلا دیتے ہیں

جب وہ آتے ہیں سر بزم بصد ناز و ادا
ہم گذر گاہ میں دل اپنا بچھا دیتے ہیں

مانگنے کی کبھی زحمت نہیں کرنے دیتے
وہ تو بن مانگے ہی سب رب سے دلا دیتے ہیں

کوئے نواب کے ذروں کو بھی مت جان حقیر
ماہ و انجم کو وہ آئینہ دکھا دیتے ہیں

سیر وہ عالم بالا کی کیا کرتا ہے
نورؔ جس کو وہ نگاہوں سے پلا دیتے ہیں

نظمیں

بَرَکاتِ رَمضانْ

برستی ہے خدا کی ایسی رحمت اس مہینے میں
نظر آتے ہیں سب محو عبادت اس مہینے میں

بڑا ہم پر ہے یہ انعام قدرت اس مہینے میں
دکھا پاتا نہیں شیطان طاقت اس مہینے میں

لگاؤ مومنو! اس ماہ کی عظمت کا اندازہ
ملا قرآں کھلا یوں باب حکمت اس مہینے میں

عطائے خاص سے ان کو نوازے گا مرا مولا
جو دن بھر کرتے ہیں صبر وقناعت اس مہینے میں

صدائیں آ رہی ہیں ہر طرف سے کلمۂ حق کی
کہ گھر گھر میں ہے قرآں کی تلاوت اس مہینے میں

مقدر روزہ داروں کا حدیث پاک سے پوچھو
دو عالم کی وہ پا جاتے ہیں عظمت اس مہینے میں

کرو آباد مسجد کو نمازوں سے عبادت سے
نہ چھوڑو ایک بھی تم فرض و سنت اس مہینے میں

ملی وہ قدر والی رات الف شہر سے افضل
اسی سے رب کی ظاہر ہے عنایت اس مہینے میں

خدا کے فضل سے وہ بخشا جائے گا سر محشر
گناہوں پر ہوئی جس کو ندامت اس مہینے میں

فرائض کے برابر ہیں نوافل اس کی رحمت سے
ملے اک فرض میں ستر کی اجرت اس مہینے میں

کیے جاتے ہیں یکسر بند سب دوزخ کے دروازے
کھلا رہتا ہے ہر دم باب جنت اس مہینے میں

اسے بھی اچھا اچھا رزق دیتا ہے مرا مولا
نہیں ہوتی ہے جس کے پاس دولت اس مہینے میں

لٹا دے نورؔ راہ حق میں جو کچھ پاس ہے تیرے
بہت ہوتی ہے اس سے خیر و برکت اس مہینے میں

دعائے باراں

✵

اے خدائے پاک پیارے مصطفٰے کے واسطے
بھیج دے ابر کرم مشکل کشا کے واسطے

اے خدائے پاک کر بارانِ رحمت کا نزول
راحت جان پیمبر فاطمہ کے واسطے

بادلوں کو حکم دے آئیں تو برسیں جھوم کر
حضرت شبر قرار سیدہ کے واسطے

ہر طرف سوکھی زبانیں ہیں اللہ العالمیں
کر دے اب جل تھل شہید کربلا کے واسطے

صدقۂ اصحاب پیغمبر کرم کر اے خدا
بھیک ہم کو کر عطا آل عبا کے واسطے

سید سجاد باقر اور جعفر کے طفیل
بھیج بارانِ کرم اہل صفا کے واسطے

ہیں تہی دامن عطا کردے ہمیں رب کریم
صدقۂ غوث الوریٰ خواجہ پیا کے واسطے

بوالعلیٰ سرکار، سرکارِ حسن، شاہِ عزیز
رحم کر ان بندگان باوفا کے واسطے

کھول دے باب اجابت اے خدائے کائنات
حضرت نواب شاہ اولیا کے واسطے

واسطہ دیتا ہوں دلبند شہ نواب کا
رحم کر سید عزیز اصفیا کے واسطے

ساری خلقت تیری رحمت کی ہے پیاسی اے کریم
کر دے بارش انبیا و اولیا کے واسطے

صدقۂ شان کریمی کر عطا رب کریم
آبرو رکھ لے خدایا اس دعا کے واسطے

لاج رکھ لے نورؔ کی مولا بزرگوں کے طفیل
کچھ نہیں مشکل ترے لطف و عطا کے واسطے

✵